عمیرہ احمد

پاگل آنکھوں والی

"دنیا بھر کی سستی کام چوری اور کاہلی میری لڑکی پر ختم ہے۔"

امی کی ایوننگ ٹرانسمشن کا آغاز خلاف توقع آج جلدی ہو گیا تھا۔ اس نے ڈھٹائی کی اعلیٰ روایات قائم کرتے ہوئے انہیں نظرانداز کر کے لیٹے رہنے کی کوشش کی مگر آج امی فارم میں تھیں اور تسلسل اس کی مدح سرائی فرما رہی تھیں اسے اٹھنا ہی پڑا مگر یہ اٹھنا عام اٹھنا نہیں تھا۔ اپنے کمرے کے دروازے کو اچھی طرح پٹخ کر وہ باہر آئی تھی۔

"چار گھنٹے پہلے تو آپ کا فرمان تھا کہ دنیا بھر کی سستی کام چوری اور کاہلی مجھ سے شروع ہوتی ہے اور چار گھنٹے کے اندر اندر یہ مجھ پر ختم ہونا شروع ہو گئیں، بندے کو اپنی زبان پر تو قائم رہنا چاہیے۔"

اس نے صحن میں آتے ہی بیان داغا تھا اور پھر برآمدے کے واش بیسن کے سامنے کھڑے ہو کر چہرے پر پانی کے چھینٹے مارنے لگی، امی صحن میں تخت پر بیٹھی سبزی بنا رہی تھیں۔

"زبان دیکھی ہے قینچی کی طرح چلتی ہے۔"

انہوں نے اس کی بات پر آگ بگولہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔

"نہیں میں نے تو زبان کو قینچی کی طرح چلتے ہوئے نہیں دیکھا آپ ایسا کریں کہ یہ سین ریکارڈ کروا کے نیلام گھر میں بھجوا دیں کیونکہ آپ اکثر میری زبان کو قینچی کی طرح چلتے ہوئے دیکھتی ہیں۔"

اس نے آج بدتمیزی کے سارے ریکارڈ توڑنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔

"ایسی اولاد سے تو بے اولاد ہونا اچھا۔"

امی نے جیسے دہائی دی تھی۔

"اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔"

تولیے سے چہرہ خشک کرتے ہوئے ان کی طرف دیکھے بغیر اس نے تبصرہ کیا تھا۔ امی نے اس کے تبصرے کو نظرانداز کرتے ہوئے حسب معمول لوگوں کی لڑکیوں کے قصیدے پڑھنا شروع کیے۔

"لوگوں کی لڑکیوں کو دیکھو کیا فرمانبردار اور تابعدار ہوتی ہیں ماں کو پیر زمین سے اتارنے نہیں دیتیں کہ آخر ہم کس لیے ہیں۔ کبھی مجال ہے... وہ ماں کے جھڑکنے پر اف بھی کر جائیں مائیں سو جوتے بھی ماریں تو ہنس کر کھاتی ہیں۔ ہر کام میں ہرفن مولا ہوتی ہیں ہر ایک کا ادب لحاظ کرتی ہیں۔ مجال ہے جو کبھی کسی کو تکلیف پہنچائیں یا کسی سے اونچی آواز میں بات بھی کر جائیں۔

گھر کو آئینے کی طرح چمکا کر رکھا ہوتا ہے کہ دیکھنے والا عش عش کر اٹھتا ہے اور مجال ہے کبھی وقت بے وقت سوئیں صبح فجر کی اذان کے ساتھ بیدار ہوتی ہیں اور عشاء کی نماز پڑھتے ہی سو جاتی ہیں۔"

امی کے کسی نادیدہ تصوراتی مخلوق کے بارے میں قصیدوں نے اس پر الٹا اثر کیا تھا۔

"آپ ایسا کریں امی کہ لوگوں کی لڑکیاں لے آئیں تاکہ میری تو جان چھوٹے اس روز روز کی تکرار سے۔" اس نے بڑی سنجیدگی سے مشورہ دیا تھا۔

امی اپنے قصیدے کو بے اثر جاتا دیکھ کر بھڑک اٹھی تھیں۔

"لوگوں کی لڑکیوں نے ہی آنا ہے یہاں بہوا،

بہوئیں بن کر، اللہ کا شکر ہے کہ تم سدا نہیں رہو گی یہاں انہوں نے ہی راج کرنا ہے یہاں۔"

"تو بس پھر جھگڑا کس بات کا ہے مجھ سے بڑی جان چھوٹ ہی جانی ہے۔ آپ تو لیں نہ کہیں لوگوں کی لڑکیاں [illegible] نکلیں ورنہ پھر آپ انہی [illegible] لوگوں کی لڑکیوں کے قصیدے [illegible]

ویسے لوگوں کی لڑکیاں کوئی اتنی فرمانبردار اور تابعدار ہوتی ہیں جتنی آپ بتا رہی ہیں اور اگر سکھانے کے بغیر ہی ان میں کچھ ہنر اور گن ہوتے ہیں تو اس کی وجہ کوئی آسمانی یا پیدائشی خوبی نہیں ہوتی بلکہ یہ جو گلی گلی سڑک سڑک، ہر قسم کے کورسز کے ادارے ہوتے ہیں یہ سب ان کا کمال ہوتا ہے اور اگر وہ ماں کو ہلنے بھی نہیں دیتیں تو یہ کوئی احسان نہیں ظلم کرتی ہیں، ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اچھی صحت کے لیے چلنا پھرنا انتہائی ضروری ہے ورنہ بلڈ پریشر، شوگر اور دل

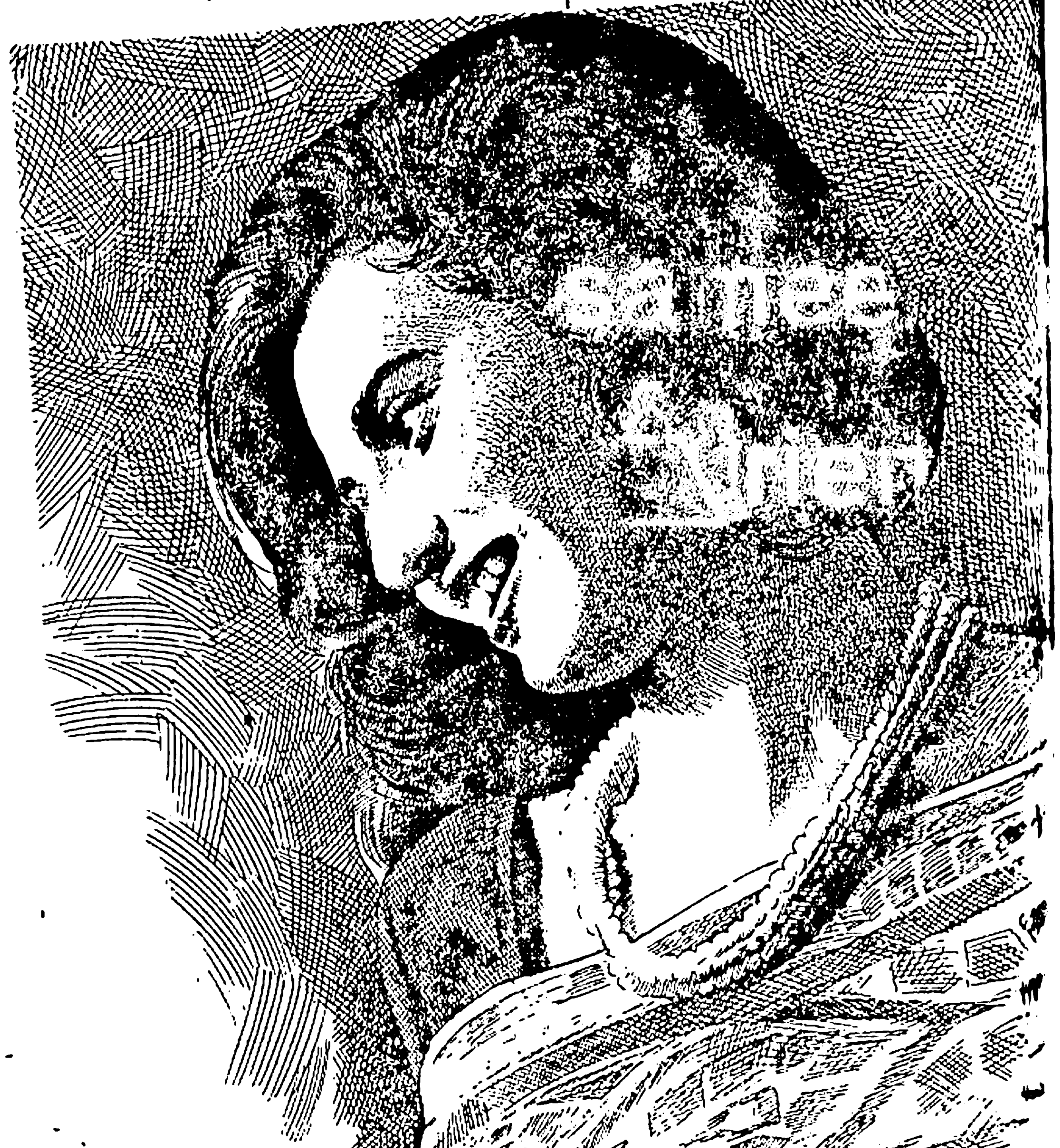

کی بیماریاں ہو سکتی ہیں سے اونچی آواز میں بات کریں گی، آتی ہوگی تو کسی نہیں آتا تو کسی کو اپنی بات کیسے سمجھائیں گی بولنا بھی اس نے تو جواب میں تقریر کردی تھی۔ امی نے خون کا گھونٹ پی کر آلو کاٹنے پر اکتفا کیا اسے کچھ اور کہہ کر وہ مزید کوئی تقریر سننا نہیں چاہ رہی تھیں۔

وہ تولیے سے منہ پونچھ کر دوبارہ صحن میں آگئی تھی صحن میں کھڑے ہو کر چھت کی طرف منہ کر کے اس نے زور سے آواز لگائی تھی۔

"عاصم... عاصم"

تیسری منزل سے اس کے بھائی کی گردن نمودار ہوئی تھی۔

"ہاں باجی کیا بات ہے۔"

"اوئے بات کے بچے نیچے آ، دو منٹ میں نیچے آ۔"

"اچھا ابھی آتا ہوں۔" عاصم یہ کہہ کر منڈیر سے ہٹ گیا تھا۔ ایک منٹ صحن میں ٹہل کر انتظار کرنے کے بعد وہ دوبارہ چلائی تھی۔

"عاصم او عاصم۔" اس دفعہ پھر بھائی منڈیر پر آیا تھا اس سے پیشتر کہ وہ کچھ کہتا وہ دھاڑی تھی۔

"تم نیچے تشریف لاتے ہو یا میں اوپر آؤں۔"

"نہیں میں ہی تشریف لے آتا ہوں۔" وہ اس کے چہرے کے تاثرات سے ہی بہت کچھ سمجھ گیا تھا اور اگلے دو منٹ میں ہانپتا کانپتا سیڑھیاں طے کرتا وہ نیچے اس کے سامنے تھا۔

"جی باجی کیا کام ہے۔"

"یہ پانی پلاؤ مجھے۔" اس نے برآمدے میں رکھے کولر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اس کے دس سالہ بھائی نے اسے ملامت بھری نظروں سے دیکھا تھا۔

"مجھے اتنی دور سے پانی پلوانے کے لیے بلوایا حالانکہ کولر سامنے پڑا تھا۔ خود پی لیتیں۔"

اس نے کولر کی طرف جاتے ہوئے ماں سے شکوہ کیا تھا۔

"ہاں بڑی دور تھے تم کوہ قاف میں بیٹھے تھے۔ ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر آٹھ گھنٹے میں پہنچے ہو یہاں، پتنگیں اڑانے میں بڑا دل لگتا ہے تمہارا بہن کو ایک گلاس پانی نہیں پلا سکتے۔ چلو لے کر آؤ اپنی کتابیں۔"

عاصم کی یہ سن کر جان پر بن گئی تھی۔ بہت غلط بات بہت غلط موقع پر اس نے کہہ دی تھی۔

* ☆ * ☆ *

وہ [illegible] سے چھوٹے [illegible] کی اکلوتی بہن تھی۔ دونوں بھائی اس کا مگر وہ صرف کہنے کو ہی بس [illegible] سال کا تھا دوسرا دس سال کے اعتبار سے وہ اتنی ہی پیدل تھی۔ عقل اور عادت تھے۔ عمر اس کی بیس سال تھی اور بمشکل ایف کے بعد سے پیچھا چھڑا کر اس نے اسی سال بی اے میں ایڈمیشن لیا تھا۔ اکلوتے ہونے کے سارے نقائص اور خامیاں اس میں بکثرت موجود تھیں۔

کام کاج سے اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی اور [illegible] چوری میں اس نے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑ دیے تھے ماں ہزار بار کہتی چیختی چلاتی مگر مجال ہے جو اس پر [illegible] اثر ہوتا۔ ہر بات کا جواب وہ اپنی طرف سے بڑی دلیلوں سے دینے کی کوشش کرتی اور دوسری ساتھ ساتھ اسے خود بھی احساس تھا کہ اس کی [illegible] بہت بونگی ہوتی ہیں مگر اس بات نے کبھی اس کی [illegible] پسپا نہیں کی تھی۔

مگر ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ کچھ کرتی ہی نہیں [illegible] شوق اس نے بہت بڑے بڑے پالے ہوئے تھے ابتدائی اور انتہائی قسم کا شوق انگلش میں فیل [illegible] کا تھا اور یہ شوق اسے بچپن سے ہی تھا۔ پہلے [illegible] میں تین بار اس شوق کو پورا کرتی تھی پھر کالج [illegible] جب یہ عرصہ زیادہ طویل ہو گیا (پیپرز کے [illegible] منعقد ہونے کی وجہ سے) تو اس نے باری باری [illegible] انگلش میں فیل ہونے کی درخشاں روایت کو [illegible] اور ستم در ستم یہ کہ انگلش میں ان کارناموں [illegible] اس نے بی اے میں انگلش لازمی کے ساتھ لٹریچر بھی لے لیا کیونکہ آج کل ڈائجسٹوں کی [illegible] کی زیادہ تر ہیروئنوں نے یہی subject [illegible]۔ ہاں بھئی اس کا دوسرا بڑا شوق ڈائجسٹ [illegible] بہت ڈائجسٹ جمع کیے رکھتی تھی وہ کچھ [illegible] ادھار لے کر کچھ زبردستی اٹھا کر اور کچھ [illegible]

بہرحال ڈائجسٹوں کا ایک ڈھیر اس نے جمع کیا ہوا تھا اور ہر ڈائجسٹ کے اوپر اس نے بڑے پیار سے اخبار چڑھایا ہوتا تھا۔

ایک شوق اسے کھانے کا بھی تھا اور وہ ہر چیز کھا جایا کرتی تھی جو کھانے کے قابل ہوتی تھی مسئلہ صرف کھانے کا ہوتا تو پھر بھی ٹھیک تھا مگر بات اس سے بھی بڑھ چکی تھی، اس کے کھانے کی کوئی حد ہی نہیں تھی جو چیز وہ کھانے پر آتی بس کھاتی ہی چلی جاتی، چاہے وہ ٹافیاں ہوں یا بسکٹ۔

بات صرف ان چیزوں کے شوق تک رہتی تو شاید سب کچھ ٹھیک ہی رہتا مگر آج کل اسے جو شوق ہوا تھا وہ نہ صرف نیا تھا بلکہ بے حد خطرناک بھی۔

*_*_*

"میں نے تمہیں کہہ دیا تھا چاہے جو کچھ بھی ہو بس یہ کام تو مجھے کرنا ہی ہے۔"

کالج لان میں درخت کے نیچے اپنی چاروں دوستوں کے سامنے اس نے اعلان کیا تھا۔

"ہاں ہاں ٹھیک ہے کرنا ضرور کرنا، ہم کب منع کر رہے ہیں مگر تھوڑا صبر اور حوصلے سے کام لو، ایسے کام جلد بازی میں خراب ہو جاتے ہیں۔"

عینی نے بڑے تحمل سے اسے سمجھایا تھا۔

"مجھے کوئی جلد بازی نہیں ہے مگر کچھ آغاز تو ہو ابھی تک معاملہ جوں کا توں ہے۔"

"اب ہم کیا کریں جو طریقے ہمیں معلوم تھے وہ ہم نے تمہیں بتائے اب ان کا کوئی فائدہ نہیں ہوا تو ہم کیا کریں۔"

اس کی دوسری دوست سارہ نے منہ پر ہاتھ رکھ کر جماہی روکتے ہوئے کہا۔

"لو کتنے آرام سے تم نے کہہ دیا کہ ہم کیا کریں، دوست کیا تم جیسے ہوتے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ہم کیا کریں آخر تمہاری مدد کے بغیر میں اپنی خواہش پوری کیسے کر سکتی ہوں۔"

"مجھے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں اتنی گھٹیا خواہش پالنے کی ضرورت کیا تھی آگے کم [illegible] شوق پال رکھے ہیں۔"

سارہ نے دوسری بار گھٹیا کا لفظ استعمال کرنے سے دریغ کیا جانتی تھی کہ وہ گلے پڑ جائے گی۔

"سارا زمانہ یہی خواہش پالے پھرتا ہے میں نے ایسا کون سا انوکھا کام کر دیا ہے۔" اس نے اپنی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی تھی۔

"سارا زمانہ کنویں میں چھلانگ لگائے گا تو کیا تم بھی لگا دو گی اور سارا زمانہ بہت سے اچھے کام بھی کرتا ہے کبھی انہیں فالو کرنے کی کوشش کی تم نے، ہاں پیروی کرنے کا خیال آیا تو بس لو میرج کے سلسلے میں آیا۔"

سارہ نے اسے اچھی طرح جھاڑا تو اس کا ردعمل توقع کے مطابق تھا وہ [illegible] کر رونے لگی۔

"بس جی کہنا کیا ہوتا ہے یہاں تو ڈراما 85 شروع ہو جاتا ہے۔" سارہ نے کافی ناگواری سے کہا تھا باقی تینوں دوستوں نے بڑی ہمدردی سے اس کے مگرمچھ کے آنسوؤں کو دیکھا تھا پھر عینی نے کہا۔

"چلو اب رونا دھونا بند کرو، ہم نے کہا تو ہے کہ ہم تمہاری مدد کریں گے مگر کچھ سوچنے تو دو۔"

ثنا نے بڑی پھرتی سے اپنے آنسو خشک کیے تھے اور گلوگیر آواز میں کہا۔

"ہاں تو کچھ سوچو نا۔"

اس کی چاروں دوستیں سوچ کے سمندر میں گم ہو گئیں اور وہ بڑے اطمینان سے کچر کچر چپس کھاتے ہوئے ان کا منہ دیکھنے لگی کافی طویل خاموشی کے بعد شازیہ نے سر اٹھایا تھا۔

"ایک خیال آیا تو ہے مجھے، تم ایسا کیوں نہیں کرتیں کہ انہیں آئیڈیاز کو استعمال کرو جو تم افسانوں میں پڑھتی ہو، شاید انہیں میں سے کوئی تکا لگ جائے۔"

وہ اس کے مشورے پر تقریباً اچھل پڑی تھی۔

"کیا بات ہے تمہاری کیا مشورہ دیا ہے تم نے، یہ مشورہ پہلے دیتیں تو اتنا وقت تو ضائع نہ ہوتا نا۔"

"تو جب خیال آتا تب ہی دیتی نا۔" شازیہ نے ناگواری سے کہا۔

. ☆ .. ☆ .*

اور گھر جاتے ہی وہ اسٹور میں گھس گئی تھی۔ دوپہر سے لے کر رات کے بارہ بجے تک وہ رسالوں میں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر لو میرج کے اچھے آئیڈیاز کاپی پر اتارتی رہی۔ اگلے دن کالج میں وہ چاروں دوستیں پھر درخت کے نیچے جمع تھیں۔

"میں نے یہ آئیڈیاز نکالے ہیں تم لوگ ذرا دیکھو تو سہی انہیں اور پھر مجھے بتاؤ کہ کس ترتیب سے انہیں ٹرائی کرنا ہے۔"

اس نے کاپی ان کے سامنے بڑھادی وہ چاروں بڑی دلچسپی سے کاپی پر جھک گئیں۔

"ایک یہ نزہت عبداللہ کے افسانے والا آئیڈیا ٹھیک ہے۔ کسی بھی خوب صورت گھر میں گھس جانے والا' ماڈل ٹاؤن کا ایک چکر لگانا پڑے گا گھر سلیکٹ کرنے کے لیے مگر یہ آئیڈیا بہت اچھا ہے۔ پہلے نمبر پر تو اسے ہی رکھ لو۔" فرزانہ نے چین سے نمبرنگ کا آغاز کیا تھا اور پھر انہوں نے مل کر پانچ بہترین آئیڈیاز کا انتخاب کیا تھا۔

"میرے خیال میں فی الحال اتنے کافی ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی تو کام آئے گا ہی اور اگر یہ سب بے کار رہے تو پھر مزید کے بارے میں سوچا جائے گا۔" شازیہ نے کاپی بند کرتے ہوئے کہا تھا۔

"اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے کہیں اپنے گھر سے کالج تک کے راستے میں کوئی ایسا گھر دیکھا ہے جو بہت خوب صورت ہو۔" فرزانہ نے ثنا سے پوچھا۔ اس نے سر کو تھوڑا سا کھجا کر کہا۔

"تمہیں تو پتا ہے میں وین پر کالج آتی ہوں اور وین میں بالکل آگے کونے میں بیٹھتی ہوں اور وین میں اتنا رش ہوتا ہے کہ باہر کا کوئی نظارہ نظر ہی نہیں آتا ویسے میرا خیال ہے کہ راستے میں ایسا کوئی گھر ہے بھی نہیں جو مجھے اپنے خوابوں کا گھر لگے۔"

"تمہارے گھر کے قرب و جوار میں بھی ایسا کوئی گھر نہیں۔" فرزانہ نے تھوڑا مایوس ہو کر کہا تھا ثنا نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"اس کا مطلب ہے ہمیں ماڈل ٹاؤن جانا ہی پڑے گا۔" اس بار شازیہ نے کہا تھا۔

اور پھر ایک دن پانچوں دوستیں کالج کے بعد گھر جانے کی بجائے ماڈل ٹاؤن کی طرف روانہ ہو گئیں' ماڈل ٹاؤن ڈی بلاک کے سامنے ویگن کے اسٹاپ پر ویگن سے اترنے کے بعد انہوں نے پیدل اپنے سفر کا آغاز کیا تھا۔ ہر گھر کو بڑے غور سے دیکھتے ہوئے وہ بلاک کا چکر لگا رہی تھیں۔

"یار مجھے تو ہر گھر ہی پسند آرہا ہے۔ مجھ سے تو فیصلہ ہی نہیں ہو رہا کہ کون سا گھر ٹھیک رہے گا۔" ثنا نے اپنا مسئلہ بتایا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر تم ایسا کرو کہ ہر گھر میں باری باری جاؤ جہاں کوئی الو پھنس جائے بس سمجھ لینا وہی تمہارا مستقبل کا سسرال ہے۔" سارہ نے اپنی طرف سے انتہائی دانش مندانہ مشورہ دیا تھا مگر پوری پلٹن نے اسے ملامتی نظروں سے دیکھا۔

"یہ صرف مشورہ تھا بھئی۔" سارہ نے ان کی نظروں سے گھبرا کر اپنی صفائی پیش کی۔

"تم ایسے مشورے اپنے پاس ہی رکھو۔" ثنا نے ترخ کر اسے کہا۔

"ثنا یہ گھر اچھا ہے وائٹ ماربل کا ہے اس رائٹر نے بھی کچھ اسی قسم کا گھر بتایا تھا۔"

فرزانہ اچانک ایک گھر کے سامنے ٹھٹک گئی تھی۔ اس نے رائٹر کا ذکر ایسے کیا تھا جیسے انہوں نے خود اسے گھر کا پتا لکھ کر دیا تھا اس تاکید کے ساتھ کہ بھئی وہاں ضرور جانا۔

"ہاں گھر تو ویسا ہی ہے۔" ثنا نے محتاط انداز میں گھر پر نظر ڈالی تھی وہ سب اس کوٹھی کا جائزہ اس طرح لے رہی تھیں جیسے وہاں ڈاکا ڈالنا ہو۔

"تو پھر کیا خیال ہے۔" سارہ نے پوچھا تھا۔

"ہاں بس یہی ٹھیک ہے۔" ثنا نے حتمی انداز میں کہا۔

"تو بس ٹھیک ہے تم اور سارہ اندر چلے جاؤ ہم آگے کا ایک چکر لگا کر آتے ہیں۔" فرزانہ نے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے مگر زیادہ دور مت جانا۔" سارہ نے انہیں تاکید کی۔

"نہیں بھئی اسی سڑک پر رہیں گے اور جوتا ایک بار چیک کر لو اور ثنا تمہاری شلوار کے پائنچے ایڑھیوں سے بھی نیچے لٹک رہے ہیں۔ بھاگتے ہوئے تو یہ جوتوں کے نیچے آئیں گے اور تم گر بھی سکتی ہو۔ اس لیے شلوار کو تھوڑا اور اوپر کر و بلکہ ٹخنوں سے اوپر ہو تو زیادہ بہتر ہے جیسے سارہ کی ہے' بالوں میں ذرا برش پھیر لو اور لپ اسٹک بھی ذرا دوبارہ لگا لو۔" ثنا نے فرزانہ کی ہدایات پر عمل شروع کر دیا۔

دوپہر کے دو بجے اس ویران سڑکیں۔ شازیہ نے سو وہ بڑی آزادی سے سڑک پر چھڑکا اور اس نے ہیئر برش اور لپ اسٹک لے کر بیگ میں رکھ لیں۔

"یاد رکھنا کتے کی آواز سنتے ہی دونوں بھاگ کر باہر آجانا یہ انتظار مت کرنا کہ اس کی شکل نظر آئے تو ہی بھاگنے کی کوشش کرو تم لوگوں کو کتے کی رفتار کا کوئی اندازہ نہیں ہے نہ ہی اس کے ساتھ بھاگنے کی پریکٹس ہے اور نہ ہی اس سے کوئی رشتہ داری ہے۔ اس بہترین راستا فرار ہے اور وہ باہر آگیا تو پھر صرف لوگوں کے لیے ہی نہیں ہمارے لیے بھی مسئلہ ہو۔" عینی نے کسی جنگی کمانڈر کی طرح انہیں مت عملی سمجھائی تھی۔

"تم فکر نہ کرو اب ہم اتنے بھی بے وقوف نہیں ہیں۔" ثنا نے اسے تسلی دی تھی۔

"بس پھر ٹھیک ہے ہو جاؤ روانہ۔" شازیہ نے انہیں کہا تھا اور وہ خود تینوں ان کی طرف ہاتھ ہلاتے ہوئے آگے نکل گئی تھیں۔

وہ دونوں ٹہلنے کے انداز میں آگے بڑھیں اور گیٹ کھول کر اندر داخل ہو گئیں پہلے محتاط انداز میں انہوں نے ادھر ادھر نگاہ ڈالی تھی وسیع و عریض لان میں دور دور تک انہیں کوئی نظر نہیں آیا۔

"کیا لان ہے یار!" سارہ نے بے اختیار داد دی تھی۔ ثنا اس کی بات پر بڑے فخریہ انداز میں مسکرائی تھی جیسے یہ سارا کمال اس کا ہو۔

"کوئی کتا وغیرہ بھی نظر نہیں آرہا۔" سارہ نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا تھا۔

"اب کیا کریں؟ اندر چلے جائیں یا یہیں رہیں۔"

"ایسا کرتے ہیں ذرا پیچھے سے بھی ہو کر آتے ہیں۔ ذرا دیکھیں تو اس کے پیچھے بھی لان ہے۔" ثنا لان میں داخل ہو... پیروی کی۔ ...سے لان میں پہنچتے ہی دونوں ...پہنچ گئیں ...لان کے بالکل وسط میں ایک بڑے شیلٹر کے نیچے ایک عدد سوئمنگ پول تھا اور سوئمنگ پول کے پاس رکھے ہوئے اسپیکرز بلند آواز میں Tina Turner کا ریکارڈ بجا رہے تھے سوئمنگ پول کے پاس ایک ٹیبل اور ...جوس کا ایک گلاس پڑا تھا اور کچھ کیسٹس مگر جس چیز نے انہیں ساکت کیا تھا وہ باتھ گاؤن پہنتا ہوا ایک مرد تھا وہ ابھی ابھی سوئمنگ پول سے برآمد ہوا تھا اور باتھ گاؤن پہن کر اس نے دونوں ہاتھوں سے بال ماتھے سے ہٹائے تھے پھر وہ جوس کا گلاس لے کر چیئر پر بیٹھ گیا تھا۔

وہ بلاشبہ بے حد خوب صورت تھا کم از کم انہوں نے آج تک اس جیسا بندہ نہیں دیکھا تھا وہ چھ فٹ سے بھی نکلتے ہوئے قد کا مالک تھا اور بہت Chirelled Fcatures کا مالک تھا رنگت سے وہ کوئی انگریز نظر آتا تھا مگر اس کے ڈارک بلیک بال اس کی نفی کر رہے تھے جوس پیتے ہوئے وہ میوزک کے ردھم پر ایک پیر سے فلور کو Tap کر رہا تھا اس کا رخ انہیں کی طرف تھا مگر اس نے ابھی تک انہیں نہیں دیکھا تھا۔

"بہت خوش قسمت ہے تو ثنا بہت خوش قسمت ہے۔" ایک طویل خاموشی کو سارہ نے توڑا تھا۔

"چلو آگے چلتے ہیں اس کے پاس۔" ثنا نے اسے جواب دینے کی بجائے مشورہ دیا تھا۔ دھڑکتے دل کے ساتھ انہوں نے اس کی طرف جانا شروع کیا تھا لیکن صرف دو ہی قدم اٹھائے تھے کہ اس کی نظر ان پر پڑ گئی تھی۔ اتنی دور سے بھی انہیں اس کے ماتھے پر پڑنے والے بل صاف نظر آئے تھے۔ انہوں نے آگے

بڑھنا بند کر دیا۔
اس نے جوس کا گلاس میز پر رکھا اور کراسٹیریو آف کیا ... کی طرف بڑھنے لگا ان کی نبض اور دل کی دھڑکن بڑھ گئی تھی ... وہ ان کے سامنے آ کر رک امریکن لہجہ ... انگلش میں اس نے ... تھا۔

"... are you and how did you come in."

اس کی انگلش سن کر ان دونوں کے اوسان خطا ہو گئے تھے سوال مشکل نہیں تھا مگر اچانک کیا گیا تھا۔
"اس رائٹر کے افسانے میں تو ایسا نہیں ہوتا" ثنا نے مدھم سی سرگوشی کی تھی۔
"مگر یہاں ہو رہا ہے۔ اسے اردو میں ہی جواب دو یہ نہ ہو کہ تمہاری انگلش سن کر وہ مزید کوئی سوال کر دے وہ بھی انگلش میں۔" اتنی ہی مدھم سرگوشی میں سارہ نے اسے جواب دیا تھا وہ ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا انہیں گھورتا ہوا جواب کا انتظار کر رہا تھا۔
"میں ثنا ہوں اور یہ سارہ ہے ہم یہاں سے گزر رہے تھے آپ کا گھر بہت اچھا لگا تو اندر دیکھنے چلے آئے میں آپ کو سچ کہہ رہی ہوں میں نے آج تک ایسا گھر نہیں دیکھا۔"

" Is it my fault"?

ثنا کو اس کا جملہ سن کر جھٹکا لگا تھا چند لمحوں کے لیے وہ نادم سی ہوئی مگر پھر اس نے رات کو تین گھنٹے لگا کر یاد کیے جانے والے ڈائیلاگز بولنے شروع کیے۔
"میں سچ کہہ رہی ہوں آپ کو شاید یقین نہیں آ رہا حسن و خوب صورتی کا ایسا شاہکار آج تک میری نگاہ سے نہیں گزرا یہ خوب صورتی اور نفاست اس گھر کے باسیوں کے اعلیٰ ذوق کی ترجمانی کر رہی ہے۔

"Please what ever you want to say, say it in seimple urdu so that I couldunderstand it. But at present you are doing just the other way round

بڑے تیکھے انداز میں ابرو اچکاتے ہوئے اس نے کہا تھا ثنا کا پورا منصوبہ یک دم پانی میں غرق ہو گیا تھا۔

"Now see I know this is a nice house but this colony is full of such house anything don't think about my house. Alright. Do remember that this is not Taj Mahal or Shalimar Garden" which you could Visit as often as you wish. This is my house not a public place so don't come here again. I hate girls doing such disgusting things as you have done.

Now Please move out"

اس بندے نے بہت ٹھہر ٹھہر کر کہا شاید اسے ان کی انگلش کی قابلیت کا اندازہ ہو گیا تھا لیکن انگلش میں ہی انہیں جو کچھ کہا تھا وہ حرف بحرف انہیں سمجھ آ گیا تھا۔ صرف دھکے دینے کی کسر چھوڑی تھی اس نے ان دونوں میں اگر شرم ہوتی تو اسی سوئمنگ پول میں کود کر جان دے دیتیں جس سے وہ کچھ دیر پہلے طلوع ہوا تھا مگر اس نایاب چیز سے وہ اسی طرح محروم تھیں جس طرح ہمارے سیاست دان۔
دھیمے قدموں کے ساتھ لٹکے ہوئے چہرے لیے وہ اس گھر سے باہر آئی تھیں۔
"اس شخص سے کبھی رومانس نہیں کرنا چاہیے جسے اردو نہ آتی ہو۔" سارہ نے باہر آتے ہی فرمایا تھا۔

"شاید اس نے بھی تمہارے ہی قول پر عمل کیا ہے بس اردو کی بجائے انگلش سمجھ کر۔" ثناء نے اس کے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔
"مجھے تو وہ شخص پہلی نظر میں ہی اچھا نہیں لگا تھا شرم حیا تو اسے چھو کر نہیں گزری' ذرا لحاظ نہیں آیا کہ دو مشرقی لڑکیاں سامنے کھڑی ہیں تو باتھ گاؤن ہی اچھی طرح بند کر لے' پر کہاں' کتنی دیدہ دلیری سے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ تمہیں تو پتا ہے میں کس قدر مذہبی اور مشرقی رکھ رکھاؤ والی لڑکی ہوں۔ میرا تو ویسے بھی ایسے بندے کے ساتھ گزارا ہی نہیں ہو سکتا اور پھر دیکھو کہ ذرا مروت نہیں تھی چلو ہم تو کسی اور مقصد کے ساتھ گئے تھے مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی کو مدد کی ضرورت ہی پڑ جائے اور وہ اندر چلا جائے اسے تو اتنا لحاظ بھی نہیں آیا کہ بیٹھنے کی آفر ہی کر دیتا۔"
سارہ کان لپیٹے اس کے شکووں کی بیاض سن رہی تھی ان کی باقی دو دوستیں جو سڑک سے کچھ فاصلے پر چہل قدمی فرما رہی تھیں انہیں دیکھ کر پاس آ گئیں مگر آفرین ہے ان کی دوستی پر کہ پورا ماجرا سننے کے بعد انہوں نے کہا۔
"چلو کوئی بات نہیں دفع کرو' بہت گھر ہیں یہاں کہیں اور ٹرائی کرتے ہیں۔"
ایک دفعہ پھر انہوں نے اپنے سفر کا آغاز کیا۔
"ایک تو میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ لوگ اپنے گھروں کے اس طرح کے نام کیوں رکھتے ہیں۔"
سارہ نے ایک گھر پر لگی ضمیر ہاؤس کی نیم پلیٹ دیکھ کر کہا تھا۔
"کیوں بھئی اس نام کو کیا ہو گیا ہے۔" فرزانہ نے کہا تھا۔
"نہیں یہ اگر ضمیر ہاؤس ہے تو کیا اس کالونی کے باقی ہاؤس بے ضمیر ہاؤس ہیں۔"
اس کی دوستیں اس کی بات پر کھلکھلائی تھیں مگر ثنا نے ایک ٹھنڈی آہ بھر کر کہا۔
"کم از کم ایک گھر نے تو یہی ثابت کیا ہے۔"
"ثنا یہ گھر اچھا ہے یہاں ٹرائی کرو۔"
یمنیٰ نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا۔
"ہاں اچھا تو ہے چلو دیکھتے ہیں۔" پھر ضروری تیاری کے بعد ثنا ایک بار پھر سارہ کے ساتھ اس گھر کا گیٹ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی اور اندر داخل ہوتے ہی اس نے پورچ میں ایک نوجوان کو موٹر سائیکل دھوتے دیکھا تھا۔
"شکل اچھی ہے اس کی' ڈائیلاگ دہرا لے ایک بار ذہن میں۔"
سارہ نے سرگوشی کی تھی۔ بائیک کو پانی والے پائپ سے دھوتے دھوتے اس نوجوان نے اچانک نظر اٹھائی تھی اور ان دونوں کو دیکھ کر اس نے پائپ زمین پر پھینک دیا۔ شرٹ کی آستینیں سیدھی کرتے ہوئے وہ ان کی طرف آنے لگا۔
"کافی باحیا نوجوان ہے۔" سارہ نے ایک بار پھر سرگوشی کی تھی۔
"جی آپ کون ہیں۔" اس نے قریب آ کر پوچھا تھا۔
"اصل میں ہم لوگ یہاں سے گزر رہے تھے۔ آپ کا گھر اچھا لگا تو اندر چلے آئے دیکھنے کے لیے' مجھے خوب صورت گھر دیکھنے کا بہت شوق ہے۔"
ثنا نے روانی سے کہا تھا وہ اس کی بات پر مسکرایا تھا۔
"اچھا شوق ہے لیکن ہمارا گھر اتنا بھی خوب صورت نہیں ہے۔ خیر آپ آئی ہیں تو ضرور دیکھ لیں۔" اس نوجوان نے بڑے خلوص سے کہا تھا۔
"آ جائیں۔" یہ کہہ کر وہ اندر کی طرف مڑ گیا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو مسکرا کر دیکھا اور پھر اس کے پیچھے چل پڑیں۔
"آپ کا نام کیا ہے؟" ثنا نے منصوبے کے دوسرے حصے پر عمل شروع کیا تھا۔
"میرا نام عادل ہے۔" اس نے مڑ کر بڑے مئودب انداز میں جواب دیا۔
"آپ کا نام کیا ہے؟"
"میرا نام ثناء ہے اور ان کا نام سارہ ہے ہم دونوں گریجویشن کر رہی ہیں۔"
"میں بی کام کر رہا ہوں۔" لاؤنج کا دروازہ کھولتے

ہوئے اس نے کہا تھا۔ وہ دونوں اس کے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوئیں۔

"میں آپ کو اپنی امی سے ملواتا ہوں کیونکہ اس وقت گھر میں صرف وہی ہیں۔"

"کیوں باقی سب لوگ کہاں ہیں۔" ثنا نے دل ہی دل میں خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"میری بس تین بہنیں ہیں اور وہ تینوں شاپنگ پر گئی ہیں اور ابو امریکا میں ہوتے ہیں۔" اس کے اکلوتے ہونے کا سن کر ثنا کا سیروں خون بڑھ گیا تھا۔ اور جب وہ اس کی امی سے ملی تو اسے اپنی منزل اور قریب لگنے لگی' وہ اتنی خوش اخلاقی اور محبت سے ملی تھیں جیسے برسوں سے انہیں جانتی ہوں۔

عادل انہیں ساتھ لے کر پورا گھر گھماتا رہا اور ثنا نے تعریفوں کے اگلے پچھلے سارے ریکارڈ توڑ دیے۔ وہ بھی ثنا کی طرح خاصا باتونی تھا اور اس کا سارا دھیان بھی ثنا کی طرف ہی تھا جب وہ پورا گھر دیکھ چکیں تو عادل کی امی چائے تیار کر چکی تھیں ان کے انکار کے باوجود انہوں نے اصرار کر کے انہیں چائے پلوائی۔

"آئندہ بھی اپنی دوست سے ملنے آنا تو ہمارے یہاں ضرور آنا۔" انہوں نے خاص طور ——— پر تاکید کی تھی۔

پھر جب وہ عادل کے ساتھ جانے کے لیے لاؤنج سے باہر نکلیں تو ثنا بے تحاشا خوش تھی اس کا دل اس رائٹر پر قربان جانے کو چاہ رہا تھا جس کے آئیڈیے نے اس کا مستقبل سنوار دیا تھا وہ عادل کے ساتھ گیٹ کی طرف جاتے جاتے خیالوں میں بہت دور نکل گئی تھی۔ عادل نے ان کے لیے گیٹ کھولا تھا اور کہا تھا۔

"باجی آپ پھر کب آئیں گی؟۔" ثنا نے سٹپٹا کر سارہ کو دیکھا۔ اس کے پون گھنٹے کی محنت ایک بار پھر غارت ہوتی نظر آ رہی تھی۔

"بتائیں نا باجی۔" عادل نے پھر اصرار کیا تھا۔

"بیڑا غرق تیرا مردود۔" اس کی بڑبڑاہٹ صرف سارہ کو سنائی دی تھی اور اس نے اس کی ترجمانی کے فرائض سنبھالتے ہوئے اس کے الفاظ کی ٹرانسلیشن کی۔

"جب خدا ادھر لایا تو ضرور آئیں گے اور خدا جلد ہی لائے گا۔ خدا حافظ۔"

یہ کہہ کر وہ ثنا کا بازو پکڑ کر باہر نکل آئی تھی۔ اپنے پیچھے انہوں نے گیٹ بند کرنے کی آواز سنی۔

"شرم نہیں آئی اسے مجھے باجی کہتے ہوئے تین بہنیں کم ہیں اسے' جو ابھی اور باجیوں کی تلاش ہے۔ تین گھنٹے اس کی بکواس سن کر سر دکھ گیا ہے اور یہ خبیث کہہ رہا ہے باجی پھر کب آئیں گی۔"

"اس رائٹر کے افسانے میں ایسا بھی نہیں ہوا ہو گا۔"

سارہ نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے پوچھا۔

"آج کے مردوں کو خواتین سے بات کرنے کی تمیز ہی نہیں ہے۔"

ثنا نے آخری نتیجہ یہ ہی اخذ کیا تھا۔ ان کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ان کی دوستوں کو کچھ کہے بغیر ہی سب کچھ پتا چل گیا۔

"ایک آخری مرتبہ اور ٹرائی کر لیتے ہیں بس پھر کوئی اور آئیڈیا استعمال کریں گے۔"

عینی نے اس کی ہمت دوبارہ سے بندھائی۔

"لیکن اس بار گھر کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرنا ہے۔" ثنا نے بگڑے انداز کے ساتھ کہا تھا۔ پھر ایک سڑک پر انہیں چند بہت خوبصورت گھر پاس پاس نظر آئے۔ وہ انہیں اچھی طرح سے دیکھنے کے لیے دو تین بار چہل قدمی کے انداز میں ان گھروں کے سامنے سے گزریں اور جب چوتھی بار وہ ایک آخری نظر ڈالنے کے لیے دوبارہ واپس مڑیں۔ تو کمانڈو کے لباس میں ملبوس اسٹین گن کندھے پر لٹکائے ساڑھے چھ فٹ کا ایک گیٹ کیپر ان کا منتظر تھا۔ قریب آنے پر اس نے کہا تھا۔

"میں بہت دیر سے تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔ کبھی تم ادھر جاتی ہے کبھی تم ادھر جاتی ہے کبھی تم گیٹ کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے۔ آخر تم کیا چاہتی ہے۔"

اس نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تھا۔ ثنا کو بھڑکنے میں بس ایک منٹ لگا۔ کہیں نہ کہیں تو اسے غصہ اتارنا ہی تھا۔ اس نے بلند آواز میں اس پٹھان

چوکیدار سے کہا۔

"ہم ادھر ڈاکا ڈالنے آئے ہیں۔ گھوم پھر کر دیکھ رہے ہیں کہ کس دیوار سے چڑھنا آسان اور بہتر ہو گا مگر اب ہم نے سوچا ہے کہ دیوار کی بجائے گیٹ پھلانگ کر اندر جاتے ہیں۔ ایک تو اس سے وقت بچے گا۔ اور آپ کو پتا ہی ہے کہ وقت کتنا قیمتی ہوتا ہے۔ اور دوسرا ہمارے کپڑے بھی ٹھیک ٹھاک ہی رہیں گے۔ سلوٹیں ذرا کم ہی پڑیں گی اور آپ کو تو پتا ہے کہ لڑکیوں کو ہمیشہ ویل ڈریس رہنا چاہیے سلوٹوں والے کپڑے پہن کر لوگ ہمیں دیکھیں گے تو کہیں گے کہ کتنی پھوہڑ لڑکیاں ہیں ان سے کوئی کام بھی نہیں ہوتا۔ اور آپ کو تو پتا ہے پھوہڑ لڑکیوں کو رشتے ذرا مشکل سے ہی ملتے ہیں۔ اب ہم یہ طے کر رہے تھے کہ گیٹ پھلانگ کر جائیں گے تو پھر آپ سے کیا سلوک کریں۔ صرف آپ کو باندھ کر ڈال دیں یا پھر بے ہوش کرنا بہتر ہے۔ ویسے تو شکل سے آپ پہلے ہی بے ہوش نظر آ رہے ہیں مگر خیر احتیاط پھر بھی لازم ہے۔ ابھی ہم نے یہ طے کرنا تھا کہ کون سا سامان کون لے کر جائے گا۔ جیولری کون اپنے بیگ میں لے کر جائے گا اور فریج' ٹی وی' وی سی آر اور ڈیک کون اپنے بیگ میں لے کر جائے گا اور فرنیچر کون اپنے بیگ میں لے کر جائے گا مگر آپ نے بیچ میں دخل اندازی کر کے سارا معاملہ ہی خراب کر دیا۔ اب ہمارا موڈ ہی نہیں رہا ڈاکا ڈالنے کا' اس لیے جا رہے ہیں ویسے تو آج کا کام کل پر نہیں چھوڑنا چاہیے مگر خیر پھر کبھی سہی خدا حافظ۔ Keep Waiti۔"

وہ یہ کہہ کر اپنی دوستوں کے ساتھ وہاں سے چل چوکیدار ہکا بکا اسے جاتا دیکھتا رہا پھر اس نے گھر اندر گھس کر مضبوطی سے گیٹ بند کر لیا تھا۔

"تم بھی عجیب شے ہو ثنا۔"

"ہاں ہوں پھر۔" اس نے فرزانہ کی بات پر اکڑ کر تھا۔

"اب بتاؤ کیا کرنا ہے؟۔" عینی نے پوچھا تھا۔

"کرنا کیا ہے ایک آخری بار کسی گھر میں ٹرائی کرتے ہیں کام بن گیا تو ٹھیک ورنہ پھر کسی دوسرے آئیڈیے پر غور کرنا پڑے گا۔" شازیہ کی بات پر اس نے سر ہلا دیا۔

اور پھر چند منٹوں کی تگ و دو کے بعد انہوں نے ایک گھر منتخب کر ہی لیا تھا۔ حسب معمول وہ اور سارہ اندر داخل ہوئی تھیں مگر اس بار دونوں میں پچھلے جوش و خروش کی کمی تھی۔ اس بار بھی انہیں اندر کوئی نظر نہیں آیا تھا۔

"اللہ میاں اب تو ہیرو ملوا دے اب تو چل چل کر پاؤں بھی ٹوٹنے لگے ہیں۔"

ثنا کی دعا اس بار "فوراً" قبولیت پا گئی تھی۔ ایک شاندار سی غراہٹ کے ساتھ ہیرو کی انٹری ہوئی تھی۔ جرمن نسل کا ایک خوبرو اور ورزشی جسم کا مالک کتا ایک دم عقبی لان سے برآمد ہوا تھا۔ وہ دونوں اس وقت تک پورچ میں پہنچ چکی تھیں کتے کو ایک دم اپنے سامنے دیکھ کر پہلے تو ان کی سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ کیا کیا جائے۔ ہاں جب کتے نے زور و شور سے بھونکنا شروع کیا تو اچانک انہیں یاد آیا کہ اس موقع پر انہیں بھاگنے کی ہدایت کی گئی ہے اور پھر انہوں نے اولمپک چیمپئن کارل لوئیس کی اسپیڈ سے بھاگنا شروع کیا تھا اور بھاگتے ہوئے دونوں نے اپنے بیگ بھی وہیں پھینک دیے۔

انہیں بھاگتے دیکھ کر کتے کی غیرت جاگ اٹھی تھی وہ پہلے دو بار اوپر اچھلا پھر آگے اور پھر پیچھے اور جب اس کی بیٹری چارج ہو گئی تو اس نے ان دونوں کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا تھا اور اتنی اس کی رفتار نہیں تھی جتنی اس کی آواز تھی۔ ثنا اور سارہ اس کے پہنچنے سے پہلے ہی گیٹ پار کر گئی تھیں مگر ان سے وہ فاش غلطی ہو گئی تھی جو کسی صورت نہیں ہونی چاہیے تھی اور جسے نہ کرنے کے لیے انہیں تین ہزار تین سو تینتالیس بار نصیحت کی گئی تھی وہ گیٹ بند کرنا بھول گئی تھیں۔ نہ صرف اسے بند کرنا بھولیں بلکہ بھاگتے ہوئے انہوں نے اسے چوپٹ کھول دیا۔ کتے نے بھی بڑی شان سے بھاگتے ہوئے گیٹ پار کیا تھا۔

سڑک پر آگے ٹہلتی ہوئی ان کی دوستوں نے کتے کے بھونکنے پر پیچھے مڑ کر دیکھا تھا اور یک دم انہیں

صورت حال کی سنگینی کا احساس ہو گیا تھا۔

"بیڑا غرق ان کا یہ اپنے کون سے چچا کو ساتھ لے آئی ہیں۔" فرزانہ نے بھاگنے کی تیاری کرتے ہوئے کہا۔ اور اس سے پہلے کہ کوئی دوست کچھ کہتی اس نے بھاگنا شروع کر دیا تھا۔ باقی دونوں نے بھی اس کی پیروی کی مگر اب مسئلہ یہ تھا کہ سارہ اور ثنا تو آرام سے بھاگ آئی تھیں کیونکہ انہوں نے پاؤں میں کورٹ شوز پہنے ہوئے تھے مگر باقی تینوں دوستوں نے ڈیڑھ ڈیڑھ انچ کی ہیلیں پہنی ہوئی تھیں اور ان سے بھاگا بھی نہیں جا رہا تھا اور کتا تھا کہ سر پر پہنچ رہا تھا مگر پھر اچانک ایک معجزہ ہوا تھا جس گھر سے کتا برآمد ہوا تھا۔ وہیں سے ایک نوجوان بھی بھاگتا ہوا باہر نکلا تھا اور اس نے تقریباً" چلاتے ہوئے کتے کو پکارا تھا۔

"جیک ComeBackStop"

اور جیک صاحب اس آواز پر مشین کی طرح گھوم گئے تھے۔ بڑی سبک رفتاری سے بھاگتا ہوا وہ واپس اس نوجوان کی طرف گیا تھا۔ وہ پانچوں رک گئی تھیں۔

"اس خبیث کا کتا ہے یہ۔" فرزانہ نے کہا۔

"ہاں اسی کا ہوگا ورنہ اس طرح اس کی طرف جاتا کیوں۔ آؤ سارہ ذرا بیگ لے آئیں اپنے اور دو چار اسے بھی سنا آئیں۔" ثنا نے پھولی سانس کے ساتھ آستین چڑھاتے ہوئے کہا تھا پھر تیز قدموں کے ساتھ وہ دونوں اس نوجوان کی طرف چل پڑیں جو کتے کو چمکارتے ہوئے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ تمہارا کتا ہے؟۔" قریب جاتے ہی ثنا نے اسے جھڑک کر پوچھا تھا۔

"یقیناً" میرا ہے۔"

"بڑی بھونکنے کی عادت ڈالی ہے اسے، کوئی انسانوں والی عادت نہیں سکھائی۔"

ثنا نے اپنی طرف سے عقلمندی کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے مشورہ دیا تھا اور وہ اس کے جملے پر ششدر رہ گیا۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے انہیں کہا تھا۔

"آئی ایم سوری کہ۔۔۔"

ثنا نے اس کی بات درمیان سے ہی کاٹ دی تھی۔

"کس بات کے لیے کہ کتا ہمیں کاٹ نہیں سکا۔"

"دیکھیں یہ کتا پیچھے بھاگا ضرور تھا مگر یہ کبھی آپ کو کاٹتا نہیں۔" ثنا نے نوجوان کی تردید کو یکسر رد کر دیا تھا۔

"کیوں تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ کاٹتا نہیں۔ تم اس کی نیت کا حال کیسے جانتے ہو؟۔"

"اس لیے جانتا ہوں کہ یہ میرا کتا ہے۔ اگر آپ بھاگتی نہیں تو یہ کبھی بھی آپ کے پیچھے نہیں بھاگتا۔ کاٹنے کی تو بات ہی دور کی ہے۔"

"جنہوں نے کاٹنا نہیں ہوتا وہ پیچھے بھی نہیں بھاگتے اور تم جیسے لوگ کتوں کو کھلا چھوڑ کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو یہی کہ بڑی ٹارزن چیز ہو تم۔"

وہ اب بھی اپنی بات پر مصر تھی۔

"دیکھیں اب آپ بدتمیزی کر رہی ہیں میں نے آپ سے ایکسکیوز کر لیا ہے۔ آپ کو بتا بھی دیا کہ یہ کتا کسی کو کاٹتا نہیں۔ مگر آپ پھر بھی ایک چھوٹی سی بات کو خوامخواہ بڑھا رہی ہیں۔"

وہ اب واقعی اکتایا ہوا لگ رہا تھا۔

"یہ چھوٹی سی بات ہے تمہارے لیے۔ یہ کتا مجھے کاٹ لیتا تو چودہ انجکشن لگوانے پڑتے مجھے اور اگر کہیں چودہ انجکشن نہ لگواتی تو میرے دماغ پر ہو سکتا تھا اور تمہارے نزدیک یہ سب معمولی ہے۔"

ثنا نے اسے دھاڑ کر کہا تھا اور اس کا جواب سن اسے مزید پتنگے لگ گئے تھے۔

"کتے کے کاٹے بغیر بھی آپ مجھے مینٹل لگ رہی ہیں۔ ہاں اس کے کاٹنے سے شاید افاقہ ہو جاتا کیونکہ زہر کو زہر ہی مارتا ہے۔ اس صورت میں مجھے اپنے کتے کو چودہ لگوانے پڑتے۔"

وہ فوری طور پر سمجھ نہیں پائی کہ اس نے کیا کہا تھا یا پھر طنز مگر اس کا پہلے سے پارہ اور ہائی ہو گیا۔

"تم شکر کرو کہ میں نے تمہارے کتے کو ورنہ اور چند منٹ تم باہر نہ آتے تو میں نے شوٹ کر دینا تھا۔ پسٹل رکھتی ہوں میں اپنے بیگ میں۔"

اس نے سفید جھوٹ بولا تھا۔

"مگر بیگ تو آپ یہاں چھوڑ کر بھاگ گئی تھیں پھر پسٹل کہاں سے لیتیں۔ مگر میرا خیال ہے کہ شاید آپ اسی طرح کتے کے آگے بھاگتی ہوئی پوری کالونی کا چکر کاٹ کر دوسری طرف سے دوبارہ میرے گھر آتیں پھر اپنا بیگ اٹھا کر پسٹل نکالتیں اور پھر میرے کتے پر نشانہ لیتیں اور پھر فائر کر دیتیں اور اتنی دیر تک میرا کتا فلمی ولن کی طرح آپ کے سامنے کھڑا ہو کر للکارتے ہوئے آپ کو فائرنگ کا موقع دیتا، واقعی آپ کی پلاننگ تو فول پروف ہے اور میری وجہ سے واقعی آپ کا منصوبہ خراب ہو گیا مگر چلیں کوئی بات نہیں آپ دوبارہ ٹرائی کر لیں۔"

وہ یہ کہتے ہوئے گھر کے اندر سے ان کے بیگ اٹھا لایا تھا بڑی سنجیدگی سے اس نے بیگ انہیں تھماتے ہوئے کہا۔

"اب آپ پسٹل نکالیں اور اس کتے کو شوٹ کر دیں! چلو بھئی ٹھیک سے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور مرنے کی تیاری کر لو۔"

اس نے کتے کو اس طرح کہا تھا جیسے اس کی فوٹو گراف کھنچوانے کے لیے فوٹو گرافر کے سامنے کھڑا کر رہا ہو۔ وہ واضح طور پر اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"اس بار تو پسٹل نہیں ہے مگر اگلی بار ضرور لاؤں گی۔" ثنا نے دانت پیستے ہوئے بیگ کندھے پر لٹکا کر کہا تھا۔

"وہ ضرور مگر پلیز آنے سے پہلے فون ضرور کر دیجیے گا تاکہ میں دو چار اور کتوں کو بھی مرنے کے لیے اکٹھا کر لوں۔"

وہ یقیناً" اب اس ساری گفتگو سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"تمہارے کتے کا کوئی قصور نہیں ہے شوٹ تو تم جیسے بدتمیز کو کرنا چاہیے۔"

"آئیڈیا اچھا ہے چلیں آپ مجھے ہی شوٹ کر لیجیے گا ویسے مجھے اعتراف کرنا چاہیے کہ آپ واقعی ایک ذہین خاتون ہیں۔ برائی کی جڑ کو بڑی جلدی آپ نے دریافت کر لیا۔" وہ بلا کا حاضر جواب تھا۔

"دفع کرو ثنا چلو خوامخواہ وقت برباد کرنے کا کیا فائدہ ایسے لوگوں پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا۔"

سارہ نے اس کا بازو کھینچتے ہوئے کہا تھا۔

"بھئی آپ تو بلا کی نظر شناس اور حقیقت پسند واقع ہوئی ہیں۔ بہت ترقی کریں گی آپ زندگی میں۔" اس بار وہ سارہ سے مخاطب ہوا تھا۔

خون کا گھونٹ پیتے ہوئے دونوں اپنی دوستوں کی طرف چل پڑی تھیں۔

"دوبارہ ضرور آئیے گا، میں اور میرا کتا انتظار کریں گے آپ کا اور پسٹل ضرور لائیے گا۔" انہیں اپنے پیچھے اس کی بلند آواز سنائی دی تھی بغیر مڑے اور پیچھے دیکھے وہ اپنی دوستوں کے پاس پہنچ گئی تھیں جو غصہ میں بھری ہوئی ان دونوں کی منتظر تھیں۔

"کتنی ہدایات دی تھیں تم دونوں کو کہاں گئیں وہ اپنے ساتھ ساتھ تم نے ہمیں بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اگر گیٹ بند کرنا بھول ہی گئی تھیں تو کم از کم ہماری طرف بھاگ کر آنے کی کوشش تو نہ کرتیں مگر تم لوگوں نے سوچا کہ ہم تو ڈوبیں گے صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔"

ان لوگوں کی جلی کٹی سنتی ہوئی وہ دونوں خاموشی سے ان کے ساتھ چلتی رہیں۔

. ☆ .. ☆ .*

"پھر اب کیا کرنا ہے۔" تیسرے ہی دن وہ ایک بار پھر سے کالج میں اپنی دوستوں سے پوچھ رہی تھی۔

"ہومیرج کا بھوت ابھی بھی تمہارے سر سے نہیں اترا، ثنا شرم کرو بلکہ خدا کا خوف کرو۔" سارہ نے اسے پھٹکارا تھا۔

"تم وعظ نہ کرو اور مشورہ دو۔" ثنا نے اسے ٹکا سا جواب دیا تھا۔

"تم اپنے محلے یا ہمسایوں میں رومانس کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں۔ ایک رائٹر کی ہیروئن ہمیشہ ہمسایوں میں رومانس کرتی ہے اور یہ رومانس ہمیشہ کامیاب رہتا ہے ویسے بھی اس میں پہلے آئیڈیے کی طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

عینی نے اس کی افسانوں سے لیے گئے آئیڈیاز کی کاپی کو چھان پھٹک کر دیکھتے ہوئے کہا۔
”تو محلے میں رومانس کرنے میں تو سب سے زیادہ خطرہ ہے‘ ایک تو ہمارے محلے میں کوئی ڈھنگ کا لڑکا ہی نہیں ہے اور جو دو چار ہیں وہ کم بخت میرے ابا کی اور میری اتنی عزت کرتے ہیں کہ نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے مجھے اللہ کسی کو اتنی عزت بھی نہ دے۔“
ثنا کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔ اس کی دوستوں نے اس کے دکھ کو دل سے محسوس کیا۔
”کوئی کزن بھی نہیں ہے تیرا؟“ فرزانہ نے اس سے پوچھا تھا۔
”جو دو چار ہیں ان سب کی شادی ہو چکی ہے اور وہ جس قسم کے ہیں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ان کی شادی ہو چکی ہے۔“
”یعنی یہ بھی نہیں ہو سکتا۔“ فرزانہ نے فکر مندانہ انداز میں کاپی کھنگالتے ہوئے کہا تھا۔
”کوئی بچھڑے ہوئے تایا چچا نہیں ہیں تمہارے‘ جنہوں نے اپنی مرضی سے شادی کر کے گھر چھوڑ دیا ہو‘ ہو سکتا ہے کہ ان کا ہی کوئی بیٹا کام آجائے ہماری ایک اور رائٹر کے افسانوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔“
فرزانہ نے پھر سر اٹھایا تھا۔
”تمہارے تایا چچا اتنے عقل مند کہاں تھے۔“ سارہ نے ثنا کی بات پر اچانک سر اٹھایا تھا اور پھر بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا۔
”ثنا تمہارے ابا نے کبھی دوسری شادی تو نہیں کی ہو سکتا ہے ان کی پہلی بیوی کے پہلے شوہر سے کوئی اولاد ہو یا تمہاری امی کے بعد اگر انہوں نے کوئی شادی کی ہو تو تمہاری دوسری امی کا کوئی بھائی۔“
ثنا نے اپنے پاؤں سے جوتا نکال کر اسے مارا تھا۔
”جلتے منہ تیرا تو کوئی ڈھنگ کا مشورہ نہ دینا۔“
”تو بھلا میں نے ایسا کیا کہہ دیا اس موضوع پر بھی افسانے لکھے گئے ہیں۔“ سارہ نے اپنے کندھے کو سہلاتے ہوئے کہا تھا۔
”تم ایسا کیوں نہیں کرتیں کہ خود ہی کسی آئیڈیے کو چن لو۔“
”تم لوگوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہمارے اتنے ڈھیروں کے حساب سے بھائی اور کزن ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ ہی تمہاری لو میرج کروا دیتے ہیں۔“ ثنا کی بات پر وہ چاروں یک دم محتاط ہو گئے تھے۔
”بھئی میرے بھائیوں نے تو صاف کہا ہے کہ لو میرج نہیں کرنی جب بھی کریں گے ارینج ہی کریں گے اگر وہ تم چاہتی ہو تو میں کوشش کرتی ہوں۔“ فرزانہ نے بالآخر کہا تھا۔
”میرے بھائیوں کی تو بات طے ہو چکی ہے تم جانتی ہو۔“ اس بار عینی بولی تھی۔
”لو میرج کے حق میں تو میرے بھائی بھی نہیں ہیں‘ شادی تو وہ بھی ارینج ہی کریں گے‘ ... مگر تم تو لو میرج چاہتی ہو۔“ شازیہ نے اپنا مسئلہ بتایا تھا۔
”بھئی میرا بھائی تو سرے سے شادی کے حق میں ہی نہیں ہے لو میرج تو دور کی بات ہے اس کا خیال ہے کہ پیدا ہو کر وہ ایک حماقت کر چکا ہے اب شادی کر کے دوسری حماقت نہیں کرے گا۔“ سارہ نے اپنے فلاسفی کے اسٹوڈنٹ بھائی کی فلاسفی بیان کی تھی۔
”کس قسم کی تربیت کی ہے تم لوگوں نے اپنے بھائیوں کا کیا اچار ڈالو گی تم جو تمہاری دوست کے کام بھی نہیں آسکتے۔ یاد رکھو دوستی ہر خونی رشتے سے بڑی ہوتی ہے اور وہ قومیں مٹ جاتی ہیں جہاں دوست دوستی نبھانا بھول جائیں۔“ ثنا نے اپنے زمانے کی مقبول اداکارہ کے انداز میں اپنے پورے جذبات ڈائیلاگز کے ذریعے اپنی دوستوں تک پہنچانے کی بھرپور مگر ناکام کوشش کی۔
”تو پھر اب تم بتاؤ کہ ہم کیا کریں اگر اللہ نے ہمیں اس قدر باحیا اور باکردار بھائی دے دیے ہیں انہیں کہیں کہ ہماری ایک دوست لو میرج کرنا چاہ رہی ہے تو Why not you تم قربانی کے بکرے بن جاؤ اور اس دنیا کو تباہ ہونے سے بچا لو۔“
سارہ نے بھرپور جماہی لے کر کہا تھا۔
”تو کیا حرج ہے یہ بات کہنے میں۔“

”تمہیں میرے فلسفی بھائی کا پتا نہیں ہے وہ واقعی قربانی کا بکرا بننے پر اصرار کرے گا کہ ہاں بھئی پھیر دو میرے گلے پر چھری اگر دنیا میرے مرنے سے ہی بچ سکتی ہے تو ایسا ہی سہی مگر شادی پر وہ پھر بھی تیار نہیں ہو گا۔“
سارہ نے بڑے ہمدردانہ انداز میں ثنا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔
”یہ فون والا آئیڈیا اچھا ہے اور آسان بھی اسے ٹرائی کیوں نہیں کرتیں ڈائجسٹ کی رائٹرز کے اکثر رومانس ایسے ہی ہوتے ہیں۔“
اس بار کاپی شازیہ کے ہاتھ میں تھی اور وہی بولی تھی۔
”مگر اس میں مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ پتا نہیں چلتا کہ سننے والے کی شکل و صورت کیسی ہے اور وہ ہے کون اس کے بارے میں پوچھ پچھ کون کرتا پھرے۔“
”مگر رومانس تو پھر بھی ہو سکتا ہے اور باقی باتیں تو ضمنی ہیں بندہ اچھا ملے گا یا برا یہ تو قسمت پر ہوتا ہے۔“
عینی کی بات ثنا کو پسند آئی تھی چنانچہ اب اسی آئیڈیا کو ٹرائی کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

.☆..☆.*

اگلے دن اس نے شام سے نمبر گھمانے شروع کیے۔ پہلا نمبر ملنے پر کسی لڑکی نے فون اٹھایا تھا۔ اس نے فون بند کر دیا اور پھر دوسرا نمبر ملایا اب کی بار کسی مرد نے فون اٹھایا تھا۔
ہیلو کہنے کے بعد ثنا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اب کیا کہے مگر تجربات تو کرنی تھی۔
”کیا یہ 592650 ہے؟“ اس نے پوچھا تھا۔
”جی یہ یہی نمبر ہے آپ کون ہیں؟“
”میں ثنا ہوں۔“
”جی ثنا اور آپ کو کس سے بات کرنی ہے۔“
”آپ شادی شدہ ہیں۔“ وہ آدمی ثنا کے اس اچانک سوال پر چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا۔
”جی شادی شدہ ہوں مگر آپ کون ہیں اور کیوں پوچھ رہی ہیں۔“
”آپ اگر شادی شدہ ہیں تو بہت ہی بدقسمت آدمی ہیں کہ ایک گوہر نایاب آپ کے ہاتھ آتے آتے رہ گیا اور آپ نے میرا وقت اور پیسے بھی بہت ضائع کروائے آئندہ فون سنتے ہی ہیلو کے بعد ... بلکہ یہی کہا کریں کہ میں شادی شدہ ہوں تاکہ لوگوں کا وقت ضائع نہ ہو‘ یہ قوم پہلے ہی بہت وقت ضائع کرتی ہے اور ہمارے پاس ترقی کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ ہم وقت کی قدر۔“ اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا تھا۔
تیسری بار نمبر ملانے پر فون کسی لڑکے نے اٹھایا تھا۔
”ہیلو میں ثنا ہوں۔“ اس نے لڑکے کی طرف سے ہیلو سنتے ہی اپنا تعارف کروایا تھا۔
”او ثنا یہ تم ہو مگر تمہاری آواز کو کیا ہوا۔“
وہ یقیناً اسے کوئی اور ثنا سمجھا تھا۔ ثنا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کہے۔
”تمہیں بھی شائد فلو ہو گیا ہے میری طرح۔“ اس لڑکے نے خود ہی اس کی مشکل آسان کر دی تھی مگر ثنا پھر بھی چپ ہی رہی۔
”یار کوئی بات کرو نا آخر اتنی چپ کیوں ہو؟“
”اللہ خیر کرے ثنا۔“
”کیا بات کروں۔“ ثنا نے کہا۔ ”یہ تم ہی ہوتا جو مجھ سے پوچھ رہی ہو کہ کیا بات کروں منگنی کے بعد سے لے کر اب تک تو تم نے مجھ سے کبھی اس بارے میں رائے نہیں لی پھر ایک دم یہ انقلاب کیسے آگیا ہے۔“
ثنا نے اس کا آخری جملہ سن کر کھٹاک سے فون بند کر دیا تھا۔
”توبہ منگنی شدہ تھا لیکن عقل سے اتنا پیدل کہ اپنی منگیتر کی آواز تک نہیں پہچان سکا بے وقوف۔“ وہ اگلا نمبر ڈائل کرتے ہوئے بڑبڑائی تھی۔
پھر اس رات اس نے کم و بیش سو کے قریب کالیں کی تھیں مگر اس کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ بعض جگہ پر لڑکیوں نے فون اٹھایا بعض جگہوں پر شادی شدہ مردوں نے جن میں سے کئی ایک نے دوستی کی خواہش کا اظہار کرنے پر اسے بری طرح جھاڑ پلائی تھی۔ ایک

جگہ پر ایک بہت خوب صورت آواز سننے پر اس نے جب یک دم اپنی محبت کا اظہار کیا تو دوسری جانب سے بات کرنے والے نے بڑی پدرانہ شفقت سے جھڑکتے ہوئے کہا تھا۔

"بیٹی میں تمہارے باپ کی عمر کا ہوں اور میری تو اپنی تمہارے جتنی دو بیٹیاں ہیں یہ جو فون ہوتا ہے نا سائنس دانوں نے اسے ان مقاصد کے لیے نہیں بنایا جن کے لیے تم استعمال کر رہی ہو۔" اس نے ان کی بات پوری سنے بغیر ہی دل برداشتہ ہو کر فون بند کر دیا۔

چند جگہوں پر فون کرنے پر اس کی گفتگو بہت اوچھے قسم کے لڑکوں سے ہوئی تھی اور ان کی بات کا انداز ہی اسے پسند نہیں آیا تھا سو وہاں بھی بات نہیں بنی اور بعض جگہوں پر جہاں اس نے بہت خوب صورت اور شائستہ آواز سنی تو ان لوگوں نے خود ہی اس کی دوستی کی خواہش کو بڑے آرام سے ٹھکرایا تھا۔

اسے لگا کہ پوری دنیا میں اس کے لیے کوئی اچھا اور شائستہ انسان بچا ہی نہیں بہت دلبرداشتہ ہو کر رات کے دو بجے بالآخر اس نے کالوں کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

اگلے دن کالج میں وہ اپنی دوستوں سے کہہ رہی تھی۔

"بھئی یہ فون پر رومانس میں نہیں کر سکتی ایک تو یہ بہت صبر آزما کام ہے اور دوسرا بہت مہنگا کام ہے آج کل تو فون کا بل ویسے ہی بہت زیادہ آتا ہے اس لیے تم لوگ مجھے کوئی اور آئیڈیا دو۔"

ایک بار پھر سے سب سر جوڑ کر ایک نئے آئیڈیے کی تلاش میں لگ گئی تھیں۔

. ☆ .. ☆ .*

اس شام کو وہ اپنے بھائیوں کو تعلیم کے فوائد اور استاد کی عزت اور احترام پر ایک لمبا چوڑا لیکچر دے کر انہیں پڑھانے بیٹھی تھی جب اچانک ساتھ والے کمرے میں فون کی گھنٹی بجی تھی۔

"تم لوگ یہاں سے ہلنا مت میں ایک منٹ میں آتی ہوں۔"

وہ انہیں دھمکاتے ہوئے دوسرے کمرے میں چلی گئی تھی۔

"ہیلو آپ ثنا ہیں؟" فون کا ریسیور اٹھاتے ہی کسی مرد کی آواز اسے سنائی دی تھی۔

"جی میں ثنا ہوں آپ کون ہیں۔"

اس نے تھوڑی حیرانگی کے ساتھ پوچھا تھا۔

"کیسی ہیں آپ ویسے تو میرا خیال ہے اچھی ہی ہوں گی آپ جیسے لوگ برے کہاں ہو سکتے ہیں۔"

اس آدمی نے اس کا سوال نظرانداز کرتے ہوئے چہک کر کہا تھا۔ ثنا کو یک دم ایسا لگا جیسے اس نے آواز کہیں سنی تھی بہت شستہ لہجہ اور بہت خوب صورت آواز۔

اس نے یاد کرنے کی کوشش کی کہ یہ آواز اس نے کہاں سنی تھی مگر اسے یاد نہیں آیا۔

"کیوں بھئی اتنی چپ کیوں ہو گئی ہیں آپ بات کریں نا۔"

"آپ ہیں کون؟"

"مجھے اپنا دوست سمجھیں اور دوستوں کے تعارف کی اتنی ضرورت نہیں ہوتی۔"

"آپ مجھے کیسے جانتے ہیں۔" ثنا نے کچھ انداز میں پوچھا تھا۔

"بھئی آپ کو کون نہیں جانتا آدھا لاہور تو آپ کے مداحوں میں سے ہے۔" اس بار وہ اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

"اچھا مجھے تو پتا نہیں تھا کہ آدھا لاہور میرے مداحوں میں شامل ہے میں تو سمجھتی تھی کہ پورا لاہور میرے مداحوں میں شامل ہے۔"

اس نے شوخی سے کہا تھا۔

"چلیں جی کوئی بات نہیں کسی دن پورا لاہور بھی آپ کے مداحوں میں شامل ہو جائے گا ان کے شامل ہونے میں کیا دیر لگتی ہے۔"

اس کی بڑبڑاہٹ ثنا نے سن لی تھی مگر اس نے تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے اگنور کر دیا۔

"ویسے آپ کا نام کیا ہے۔"

"جو آپ رکھ دیں۔"

"ابھی تک نام کے بغیر تھے۔"

"ابھی تک تو بہت سی چیزوں کے بغیر پھر رہا تھا۔"

"آپ مجھے تو بےوقوف لگتے ہیں۔"

"لگتے کیا ہیں بھئی اللہ کے فضل سے بےوقوف ہیں اور یہ بھی آپ جیسی حسینوں کی کرم فرمائی ہے۔"

وہ بھی جواب دینے میں چوک نہیں رہا تھا۔

"باتیں اچھی کر لیتے ہیں آپ۔" ثنا نے اسے سراہا تھا۔

"آپ کی طرح مجھے بھی بس یہی ایک کام آتا ہے۔ ویسے کیا اب مجھے جوابی تعریف کرنی چاہیے۔"

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے ویسے آپ نے بتایا نہیں کہ آپ مجھے کیسے جانتے ہیں۔"

"دیکھیں بار بار یہ سوال کر کے اپنا مرتبہ کم نہ کریں یہ تو ایسے ہی ہے جیسے چاند پوچھنے لگے کہ کوئی اسے کیسے جانتا ہے۔"

بندہ چالاک ہے ثنا نے سوچا تھا۔ وہ کسی صورت بھی نہ تو اپنے بارے میں کچھ بتانے پر تیار تھا اور نہ ہی یہ بتانے پر کہ وہ ثنا کو کیسے جانتا ہے مگر اس کے باوجود ثنا کو اس سے باتیں کرنے میں مزا آ رہا تھا اسے اچانک لگنے لگا تھا کہ اب اس کی لو میرج ہو ہی جائے گی۔

ڈیڑھ گھنٹہ تک اس سے باتوں میں مصروف رہنے کے بعد وہ جب واپس اپنے بھائیوں کے کمرہ میں آئی تھی تو وہ حسب توقع غائب تھے۔ اسے بے تحاشا غصہ آیا۔

"یہ قوم ترقی کیسے کر سکتی ہے جس کے بچے کام چور ہوں اور وقت کی قدر نہ کریں۔" وہ بڑبڑائی تھی پھر وہ کھانا کھانے کے لیے کچن کی طرف چل پڑی آج اس کا موڈ اتنا اچھا تھا کہ وہ اپنے بھائیوں کو چھینٹی لگا کر اسے خراب کرنا نہیں چاہتی تھی اس لیے یہ ضروری کام اس نے کل پر اٹھا رکھا۔

*_*_*

اگلے دن اس نے کالج جاتے ہی اپنی فرینڈز کو یہ سارا احوال سنایا تھا پہلے تو انہیں یقین ہی نہیں آیا۔

"مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آج کل کے زمانے میں اس قدر بےوقوف لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔"

سارہ نے اس لڑکے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"بھئی یہ تو ایسے ہی ہے کہ آبیل مجھے مار۔"

اس بار یمنیٰ نے تبصرہ فرمایا تھا۔

"اور بقول تمہارے وہ آواز سے بہت شائستہ اور سلجھا ہوا لگتا ہے پھر بھی وہ تم پر فدا ہے یہ کیسی شائستگی ہے بھئی۔" فرزانہ نے جیسے دہائی دی تھی۔

"ویسے تمہیں ایکسچینج سے چیک کروا لینا تھا کہ کہیں یہ فون نمبر پاگل خانے کا تو نہیں تھا، آج کل وہاں کے باسیوں کو بھی رومانس کا کافی شوق ہوا تھا۔"

شازیہ نے اس ساری گفتگو پر غور و خوض کرنے کے بعد جیسے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا ثنا کو بے تحاشا غصہ آیا۔ "تم نے اپنے منگیتر کا چیک اپ کیوں نہیں کروایا جب تمہاری منگنی ہوئی تھی۔"

"بھئی چیک اپ کروانے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی سب جانتے تھے کہ وہ پاگل ہے اور مجھ سے منگنی کی خواہش نے اس کی تصدیق بھی کر دی پھر خوامخواہ چیک اپ پر روپے برباد کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

شازیہ نے بڑے اطمینان سے فرمایا تھا۔

"برا مت منانا یار ہم تو مذاق کر رہے تھے ورنہ ہم سے زیادہ خوش کون ہو سکتا ہے آخر بے کار کے آئیڈیے دینے سے جان تو چھوٹی ہمارے لیے تو وہ بہت عظیم انسان ہے ایسے انسان روز روز کہاں پیدا ہوتے ہیں کیوں بھئی۔"

سارہ نے باقیوں سے رائے لی تھی اور ان سب سے زور و شور سے گردن ہلا کر اپنی رائے کا اظہار کر دیا۔

"اب تم کوشش یہ کرنا کہ یہ الو ہاتھ سے نکلے نہیں۔" فرزانہ نے اپنے قیمتی مشورے سے نوازا تھا ثنا نے اس مشورے کو اپنے پلو سے باندھ لیا۔

اگلے کئی ہفتے تک اس کے ٹیلی فون والا رومانس زور و شور سے چلتا رہا فون ہمیشہ وہی کرتا تھا اور ثنا کے اصرار کے باوجود اس نے کبھی بھی اسے اپنا فون نمبر نہیں دیا۔

"آخر تم مجھے اپنا فون نمبر کیوں نہیں دیتے۔"

ایک دن ثنا نے جھنجلا کر اسے کہا تھا۔
"بھئی تم نے فون نمبر لے کر کرنا کیا ہے۔ میں فون کرتا ہوں یہ کافی ہے اور پھر دیکھو میں نے تمہیں فالتو بل سے بھی بچایا ہوا ہے۔"
اس کے پاس بہانوں کا انبار تھا یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا اور جب ثنا کو یقین ہو گیا کہ اب کسی بھی وقت وہ اسے پرپوز کر سکتا ہے تو اچانک اس کا فون آنا بند ہو گیا۔ ثنا کا تو حال برا ہو گیا کتنے دن وہ روز شام سے رات گئے تک فون کے پاس بیٹھی رہی مگر فون کو نہ آنا تھا نہ آیا۔

--*

"میں نے تو تمہیں پہلے ہی سمجھایا تھا کہ اس الو کو ہاتھ سے نکلنے نہ دینا۔" فرزانہ نے اس دن کالج میں اس کی رام کہانی سننے کے بعد کہا۔
"مگر آپ یہ بھول گئی تھیں کہ الو ایک خاصا عقل مند پرندہ ہے اس لحاظ سے تو یہ بندہ واقعی الو نکلا ہے۔"
سارہ نے تبصرہ کرنا ضروری سمجھا۔
"بھئی بزرگ صحیح کہتے ہیں کہ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے، قسمت اچھی تھی اس بندے کی بروقت عقل آ گئی اسے۔" شازیہ نے ایک لمبی سانس بھر کر کہا۔ ثناء نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔
"کسی نے صحیح کہا ہے کہ دوست مار آستین ہوتے ہیں۔"
"کسی نے نہیں جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تو یہ تمہارا اپنا ہی ارشاد ہے۔"
شازیہ نے چپس سے شغل فرماتے ہوئے کہا۔
"تم لوگ دوستی کے نام پر دھبہ ہو۔"
"بڑی جلدی پتا چل گیا آپ کو۔ اب برائے مہربانی ہمیں "داغ" سے صاف کرنے کی کوشش نہ کیجئے گا کیونکہ اس طرح بھی تمہارا ٹی وی پر آنے کا کوئی چانس نہیں کیونکہ ہم اس سے صاف ہونے والے نہیں ہیں۔"
سارہ نے شازیہ کے چپس کے لفافے میں شمولیت ضروری سمجھتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں کو میرے دکھ کی گہرائی کا احساس ہی نہیں ہے۔"
ثنا نے آنکھوں میں آنسو لا کر کہا۔
"بہن کتنی دفعہ تمہارے دکھ کی گہرائی کا احساس کریں تمہارے دکھ کی گہرائی تو کم ہونے میں نہیں آ رہی میری مانو تو یہ لو میرج کا خیال چھوڑ دو تمہاری قسمت میں لو میرج ہے ہی نہیں۔"
سارہ نے کافی صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔
"تم غم نہ کرو شازیہ دنیا ابھی بے وقوفوں سے خالی نہیں ہوئی ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں۔ تم اپنی کوششیں جاری رکھو کوئی ایک تو تمہاری قسمت میں بھی ہو گا ہی۔" ہینی نے اس کی ہمت بندھائی تھی۔

--*

"پھر تم صبح پہنچ رہی ہو۔" فرزانہ نے اس سے پوچھا۔
"ہاں بھئی اب کتنی دفعہ تمہیں یقین دلاؤں کہ میں واقعی صبح آ رہی ہوں۔"
"بس ٹھیک ہے باقی کام میرے ذمے ہے۔"
فرزانہ نے ثنا کو یقین دہانی کروائی تھی۔
پھر اگلی صبح وہ نو بجے کے قریب فرزانہ کے گھر پہنچ گئی۔
"دیکھو آج اس مہم کا سب سے اہم مرحلہ سر کرنا ہے تمہیں اس لیے بہت محتاط رہنا۔" گھر سے نکلتے ہوئے فرزانہ نے اس سے کہا تھا پھر اسی موضوع پر باتیں کرتے ہوئے وہ زہرہ خالہ کے گھر پہنچ گئیں جو فرزانہ کے گھر سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔
"اوہو ثنا بیٹی آئی ہے آج تو اچھا کیا فرزانہ تم اسے لے آئیں۔"
زہرہ خالہ نے اسے دیکھتے ہی اپنی خوشی کا اظہار کیا تھا۔
"ناشتا کرو گی تم؟" زہرہ خالہ نے ان دونوں سے پوچھا تھا۔
"نیکی اور پوچھ پوچھ ہمیں تو دنیا میں پیدا ہی اسی کام کے لیے کیا گیا ہے۔" زہرہ خالہ فرزانہ کی بات پر مسکرائی تھیں۔

"پھر بیٹھو میں بناتی ہوں ناشتا۔" وہ اٹھتے ہوئے بولیں۔
"ارے آپ نے ابھی ناشتا بھی نہیں بنایا۔"
"نہیں بھئی تمہیں پتا ہے آج چھٹی کا دن ہے اور فاروق تو دس بجے کے قریب ہی سو کر اٹھتا ہے۔ اور میں ناشتا کرتی ہی نہیں ہوں اتنی صبح ناشتا بنا کر رکھنے کا کیا فائدہ۔ اب فاروق اٹھنے ہی والا ہے اس لیے میں اب ناشتا بناؤں گی۔"
فرزانہ نے ان کی بات سن کر کہا تھا۔
"ارے تو بس پھر ٹھیک ہے آج ناشتا آپ نہیں بنائیں گی ثنا بنائے گی آپ کو بھی تو پتا چلے کہ اس کے ہاتھ میں کتنا ذائقہ ہے۔"
ثنا فرزانہ کی بات پر ہولے سے مسکرائی تھی۔
"ارے نہیں بیٹا مہمانوں سے کوئی اس طرح کام لیتا ہے۔ کہ پکاؤ اور کھالو تم بیٹھو میں خود ناشتا بناتی ہوں۔"
زہرہ خالہ نے فرزانہ کی پیش کش سرے سے رد کر دی۔
"آپ ہمیں مہمان کیوں سمجھتی ہیں کیا ہم آپ کی بیٹیاں نہیں ہیں کہتی تو آپ ہمیں بیٹی ہی ہیں مگر بات پھر وہی غیروں والی کرتی ہیں، بس آج کا ناشتا تو ثنا ہی بنائے گی آپ بیٹھی رہیں۔" پھر فرزانہ ان کے نہ نہ کرنے کے باوجود ثنا کے ساتھ کچن میں چلی آئی تھی۔
"اسے کہتے ہیں کہ چپڑی اور دو دو" ایسا موقع تمہیں زندگی میں دوبارہ کبھی نہیں ملے گا۔ مجھے پتا ہے کہ تمہیں کچھ بنانا نہیں آتا مگر فکر نہ کرو، چیزیں میں تیار کروں گی پیش تم کرنا اپنے ٹریڈ مارک کے ساتھ۔"
فرزانہ نے آستینیں چڑھاتے ہوئے کہا تھا۔
زہرہ خالہ فرزانہ کی امی کی کزن تھیں ان کا ایک ہی بیٹا تھا فاروق بہت اکھڑ قسم کا مگر نہ صرف شکل اچھی تھی اس کی بلکہ روپیہ بھی بہت تھا اس کے پاس سو فرزانہ کو ثنا کے مسائل کا حل یہی نظر آیا کہ وہ ثنا اور فاروق کا رومانس کروائے۔
اس بار آئیڈیا ایک دوسری رائٹر کے افسانے سے لیا گیا تھا۔ ثنا کو کھانے کے سوا اور کچھ آتا جاتا نہیں تھا مگر فرزانہ نے زہرہ خالہ کے سامنے اس کے سلیقے کے بارے میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے۔
پھر ایک شام وہ اسے ان سے ملانے بھی لے گئی زہرہ خالہ کو نہ صرف اس کی شکل و صورت پسند آئی تھی بلکہ طور اطوار بھی (جن کے بارے میں فرزانہ نے اسے خاص اور سخت تاکیدیں کی تھیں) زہرہ خالہ کو یہ شرماتی جھجکتی نظریں جھکائے رکھنے والی، شرمیلی ہنسی ہنسنے اور آہستہ آواز میں بولنے والی لڑکی بہت اچھی لگی پھر وہ فرزانہ کے ساتھ اکثر ان کے گھر جانے لگی۔ ایک دو بار اس کا سامنا فاروق سے بھی ہوا تھا۔ مگر وہ اس پر ایک نظر ڈالے بغیر چلا گیا تھا۔
جب زہرہ خالہ اس کے سلیقے کی اچھی طرح قائل ہو گئیں۔ (فرزانہ اپنی بنائی ہوئی ہر چیز کا نمونہ ثنا کے نام کے ٹیگ کے ساتھ انہیں پیش کرتی) تو ایک دن اسی رائٹر کے افسانے کے دوسرے مرحلے پر کام شروع ہوا۔
"دیکھو یہ بندہ بھی افسانے کے ہیرو کی طرح اپنے کمرے میں بہت کاٹھ کباڑ رکھتا ہے اور اس کی اماں کی تو جرات نہیں ہوتی کہ وہ اس کے کمرے کی کسی چیز کو ہاتھ بھی لگا لیں بالکل تمہاری پسندیدہ رائٹر کی طرح، اب تمہیں یہ کرنا ہے کہ اس کا کمرہ صاف کرنا ہے ایسے اچھے طریقے سے کوئی جمعدار بھی کیا کرتا ہو گا۔ یہ صفائی والا نسخہ بڑا آزمودہ ہے اس رائٹر کے علاوہ بھی کئی رائٹرز اسے استعمال کر چکی ہیں اور ۹۹.۹۹ فی صد یہ امکان ہے کہ ہیرو اور ہیروئن میں لو میرج ہو جائے گی۔
میں جانتی ہوں کہ تم نے کبھی اپنے کمرے کی صفائی بھی نہیں کی اور اگر فاروق تمہارا گندگی سے بھرپور کمرہ دیکھ لے تو اسے ویسے بھی تم سے عشق ہو جائے گا مگر چونکہ ابھی تک کسی افسانہ نگار نے ایسی کوئی لو اسٹوری نہیں لکھی جس میں ہیرو اور ہیروئن ایک دوسرے کے گندے کمرے دیکھ کر آپس میں محبت میں گرفتار ہوئے ہوں اس لیے ہمیں بھی یہ رسک نہیں لینا چاہیے۔ اور وہی آئیڈیا استعمال کرنا چاہیے جو ہماری رائٹرز کرتی ہیں۔

اب تم یہ ذہن میں رکھنا کہ اس کمرہ کی صفائی تمہیں پوری جی جان سے ایمان کا آدھا نہیں پورا حصہ سمجھ کر کرنی ہے۔"

ایک دن پہلے اسے فرزانہ نے فون پر ہدایات دی تھیں اور آج جب وہ دونوں وہاں پہنچی تھیں تو انہیں ناشتا بنانے کا موقع بھی مل گیا تھا۔ فرزانہ نے اپنی کوکنگ کی ساری صلاحیتیں آزماڈالیں بہت زبردست قسم کا ناشتا اس نے صرف ایک گھنٹہ میں بناڈالا۔

"بھئی زہرہ خالہ یہ ثنا تو بہت ہی ماہر ہے میں تو اسے ناشتا تیار کرتے دیکھ کر حیران رہ گئی ہوں۔ کیا پھرتی ہے بھئی کیا سلیقہ ہے کم از کم یہ بات مجھ میں تو نہیں ہے۔"

ناشتا تیار کرنے کے بعد فرزانہ نے کچن سے نکل کر لاؤنج میں آکر کہا تھا۔

زہرہ خالہ اس کی بات پر مسکرائی تھیں۔

"وہ بچی تو شکل سے ہی بہت سگھڑ اور سلیقہ مند لگتی ہے۔" ابھی وہ دونوں اس کی مدح سرائی میں مصروف تھیں کہ اس نے لاؤنج میں ڈائننگ ٹیبل پر ناشتا لگانا شروع کردیا۔

"فرزانہ تم بھی مدد کرو نا اس کی۔" زہرہ خالہ نے فرزانہ کو ہدایت کی تھی۔

"خالہ وہ کرلے گی' آپ کو تو پتا ہی ہے میرا دل نہیں لگتا یہ اٹھا اٹھا کر چیزیں لانے اور سجانے میں۔" فرزانہ نے دانستہ طور پر سستی کا مظاہرہ کیا۔

"رہنے دیں خالہ میں کرلیتی ہوں' یہ تو بہت معمولی سا کام ہے۔" ثنا نے دھیمے لہجے میں نظریں جھکاتے ہوئے کہا تھا۔

"کیا غضب کی اداکاری کر رہی ہے چڑیل۔" فرزانہ نے دل میں داد دی تھی۔ زہرہ خالہ اور متاثر ہوئی تھیں۔

"فاروق بھائی اٹھ گئے ہیں تو انہیں بھی ناشتے پر بلا لیتے ہیں۔" فرزانہ نے کہا تھا۔

"ہاں ٹھیک تو کہا ہے یہ میوزک کی آواز نہیں آرہی تم کو مگر یہاں ناشتا کہاں کرے گا تم لوگوں کے ہوتے ہوئے۔"

"مگر میں بلا کر لاتی ہوں۔" فرزانہ زہرہ خالہ کے مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی فاروق کے کمرے کی طرف چل پڑی تھی۔

"وہ ابھی آتے ہیں۔" فرزانہ کچھ دیر بعد دوبارہ لاؤنج میں نمودار ہوئی تھی۔

"اچھا اگر وہ آہی رہا ہے تو پھر کچھ دیر انتظار کرلیتے ہیں کیوں ثنا؟" زہرہ خالہ نے ثنا سے پوچھا۔

"ٹھیک ہے خالہ جیسے آپ کہیں۔" ثنا نے اپنی ایکٹنگ جاری رکھی تھی۔

اور پھر چند لمحوں کے بعد سفید شلوار قمیص میں ملبوس آفٹر شیو لوشن سے مہکتا ہوا فاروق لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔ ثنا کو دیکھ کر وہ یک دم ٹھٹک گیا مگر پھر اس نے سینٹرل ٹیبل پر اپنا بریف کیس رکھا اور خاموشی سے ناشتے کی میز پر براجمان ہوگیا۔

"آؤ بیٹا تم دونوں بھی آجاؤ!" زہرہ خالہ ان دونوں کو دعوت دیتی ہوئی خود بھی ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئیں۔ ان کی بات پر فاروق کے چائے کا کپ کھینچتے ہوئے ہاتھ ٹھٹک گئے تھے اب اس نے ڈائننگ ٹیبل کو غور سے دیکھا تھا اور اتنے زیادہ برتنوں کا مقصد اس کے دماغ میں واضح ہوا تھا اس نے ان دونوں کو ڈائننگ ٹیبل پر قریب آکر کرسی کھینچ کر بیٹھتے دیکھا اور پھر اس نے چائے کے کپ میں چائے انڈیلنا شروع کی۔

زہرہ خالہ نے باری باری مختلف چیزیں اٹھا کر اس کے سامنے رکھنا شروع کردیں۔

"آج ناشتا ثنا نے تیار کیا ہے۔ کیا لذت ہے اس کے ہاتھ میں یہ شاہی ٹکڑے کھا کر دیکھو۔"

زہرہ خالہ نے تعریفی پروگرام شروع کیا تھا اس نے ایک نظر اٹھا کر ثنا کو دیکھا پھر اپنے سامنے موجود شاہی ٹکڑوں کو' پھر اس نے چائے کے کپ سے آخری دو گھونٹ لیے اور ٹیبل سے اٹھ گیا۔

"فاروق تم نے ناشتا کیوں نہیں کیا اتنی جلدی اٹھ گئے۔"

زہرہ خالہ نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی۔

"نہیں بس مجھے چائے ہی پینی تھی مجھے کہیں جانا ہے آج۔" اس نے بریف کیس اٹھاتے ہوئے کہا اور

وہ مزید کچھ کہے بغیر لاؤنج سے نکل گیا۔ ثنا نے مایوسی سے فرزانہ کو دیکھا جس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے تسلی دی تھی۔

"خالہ یہ فاروق بھائی کا کمرہ تو بہت ہی گندا ہے۔"

"ہاں بیٹا اب میں کیا کروں وہ تو کسی چیز کو ہاتھ ہی نہیں لگانے دیتا کئی کئی ہفتوں کے بعد ملازم سے صفائی کرواتا ہے وہ بھی خود سر پر کھڑا ہو کر۔"

"آپ فکر ہی نہ کریں خالہ آج ہم دونوں مل کر ان کا کمرہ صاف کردیں گے اور ایسا صاف کریں گے کہ وہ خوش ہوجائیں گے۔"

فرزانہ نے خالہ کو یقین دلایا تھا۔ مگر خالہ پریشان ہوگئی تھیں۔

"نہیں بیٹا وہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کی اجازت کے بغیر کمرے میں جائے۔"

"خالہ کچھ نہیں ہوگا آپ تو فکر ہی نہ کریں' صفائی کسے ناپسند ہوتی ہے اور فاروق بھائی کو بھی نہیں ہوگی۔" خالہ فرزانہ کو مزید نہیں روک سکیں۔

ثنا نے فاروق کے کمرے میں داخل ہوتے ہی چیخ ماری تھی۔

"اتنا گندا' فرزانہ اتنا گندا کمرہ میں تو مرجاؤں گی صاف کرتے کرتے۔" وہ تقریباً رو دی تھی۔

"مگر صاف تو کرنا ہے تمہیں یہ سب' لو میرج کرانا آسان ہوتا نہیں اور ویسے افسانے کی ہیروئنیں بھی یہ تو نہیں کہتیں جو تم کہہ رہی ہو۔" فرزانہ نے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں جارہی ہو تم مدد نہیں کروگی میری۔۔۔؟"

"ہیروئن ہمیشہ ساری صفائی خود کرتی ہے ورنہ اثر نہیں ہوگا سمجھیں۔" فرزانہ دروازہ بند کرکے جاچکی تھی۔

اس نے بے چارگی سے کمرے میں چاروں طرف نظر ڈالی کمرے میں ہر طرف کارپٹ پر کچھ نہ کچھ پڑا تھا۔ کیسٹس کا ڈھیر ریکس کے علاوہ ہر جگہ تھا کہیں اخبار اور میگزین اپنا جلوہ دکھا رہے تھے اور جو ان سے بچ گئی تھی۔ وہ فائلوں اور کاغذات کے ... میں تھی۔ دھول اور مٹی کی ایک دبیز تہ ہر چیز پر موجود تھی اور اسے حیرت تھی کہ اگر یہ چیزیں استعمال ہوتی ہیں تو پھر ان پر مٹی کیسے موجود ہے۔

"کیسے کیسے گندے لوگ موجود ہیں اس دنیا میں۔" اس نے دل میں سوچا تھا اور پھر کام پر جت گئی دو گھنٹے بعد وہ کمرے سے نکل کر لاؤنج میں آئی تھی فرزانہ زہرہ خالہ کے پاس بیٹھی گپیں ہانک رہی تھی۔

"ہوگئی صفائی؟" اسے دیکھتے ہی اس نے پوچھا تھا زہرہ خالہ بہت شرمندہ تھیں۔

"تم نے خوامخواہ اتنی تکلیف اٹھائی اس کا کمرہ تو پھر گندہ ہو ہی جاتا ہے۔"

"کوئی بات نہیں خالہ مجھے خوشی ہوتی ہے گھر کا کام کرنے پر۔" بڑی میٹھی آواز میں اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

"ذرا ایک نظر میں بھی کمرے کو دیکھ لیتی ہوں۔" فرزانہ نا جانے کیوں مشکوک تھی مگر کمرے کا دروازہ کھولتے ہی ایک آواز تحسین اس کے حلق سے برآمد ہوئی تھی۔

"بھئی تم نے تو کمال کردیا یہ تو کچھ دیر پہلے والا کمرہ لگ ہی نہیں رہا پکی بات ہے ثنا اس بار تمہارا کام ہوجانا ہے وہ تمہارے سلیقے کا قائل ہو ہی جائے گا۔"

اور اس بار واقعی ان کی دعائیں اور محنت رنگ لائی تھیں۔ ایک ہفتے کے بعد فاروق کی منگنی فرزانہ سے ہوگئی تھی۔

*_*_*

"دیکھا میں صحیح کہتی تھی نا کہ یہ دوست واقعی مار آستین ہوتے ہیں اب دیکھو اسے کتنی گھنی نکلی ہے' کتنی میسنی بن کر بیٹھی ہے ذرا خیال نہیں آیا اسے میرے حق پر ڈاکا ڈالتے ہوئے یہ۔ جو میری لو میرج نہیں ہوپارہی نا اس میں تم لوگوں کا ہی ہاتھ ہے تم لوگ میرے ہر منصوبے کو ناکام بنادیتے ہو تم لوگ چاہتے ہی نہیں کہ میری بھی کوئی خواہش پوری ہو۔"

ثنا ایک گھنٹے سے دہائیاں دے رہی تھی اور فرزانہ شرمندہ سی سامنے بیٹھی اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی انگوٹھی کو گھمارہی تھی۔

"ارے کیا نہیں کیا اس بار میں نے کون سے پاپڑ

نہیں بیلے جی توڑ محنت کر کے اس کا کمرہ صاف کیا ایک ماہ تک ان کے گھر جا جا کر ڈراما کرتی رہی اپنی آواز تک بند کرلی اپنی زبان پر قابو کرلیا مگر پھر بھی کیا فائدہ ہوا مجھے' آخر میں یہ چڑیل اسے لے اڑی اور میں پھر وہیں کی وہیں ہوں۔"

اب معاملہ فرزانہ کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔

"میں کچھ دیر پہلے تک اس منگنی پر واقعی شرمندہ تھی مگر اب نہیں ہوں بار بار صفائی کی دہائی دے رہی ہو کیا صاف کیا تھا تم نے سارا کوڑا اکھٹا کر کے اس کے بیڈ کے نیچے جمع کر دیا جیسے اپنے کمرے میں کرتی ہو' اس نے جو بے کار کاغذات فائلوں سے نکال کر ان کا ڈھیر لگایا ہوا تھا تم نے انہیں پھر سے اس کے کام کے کاغذات کی فائلوں میں لگا دیا' بھری دوپہر میں تم نے اس کے ٹیرس پر رکھے ہوئے پودوں کو پانی دیا اور ایک بھی پودہ ضائع ہونے سے نہیں بچا جو پودے اس نے اندر رکھے ہوئے تھے وہ اس نے باہر سے منگوائے ہوئے تھے اور انہیں ایک خاص حد سے زیادہ پانی نہیں دیا جاتا اور تم نے انہیں پانی سے بھر دیا ستیاناس مار دیا ان کا۔

اور تمہیں کس نے کہا تھا کہ ٹیرس پر رکھے ہوئے گملوں سے پھول توڑ کر گلدستے بنا بنا کر اس کے کمرے میں سجاؤ وہ غیر ملکی پودے تھے اور سال میں ان پر ایک بار پھول آتے ہیں اور تم نے چن چن کر انہیں توڑ کر کمرے میں سجا دیا۔

جوتوں پر پالش کرنے کو میں نے کہا تھا اور تم نے اس کے سفید جوگرز تک پر پالش پھیر دی کون احمق پھیرتا ہے جوگرز پر پالش' اخبارات اور میگزین اٹھا کر رکھنے کی بجائے تم نے چن چن کر ان میں سے تصویریں کاٹیں ہالی ووڈ کے ایکٹرز کی' ستیاناس مار دیا تم نے ان میگزینز کا گندے کپڑے تم نے لپیٹ کر صاف کپڑوں کے ساتھ ہی الماریوں میں ٹھونس دیئے۔

اپنی حرکتوں پر شرم کرنے کی بجائے تم بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہی ہو' اس دن جب وہ واپس آیا تھا اور اپنے کمرے میں جا کر اس نے تمہارے کارناموں کو دریافت کرنا شروع کیا تو ہنگامہ مچا دیا تھا' زہرہ خالہ نے مجھے اسی وقت گھر سے بلوایا اور رات آٹھ بجے تک میں روتی ہوئی اس کا کمرہ ٹھیک کرتی رہی تھی۔

کرسٹل کے جو ڈیکوریشن پیس تم نے توڑنے کے بعد کھڑکی میں چھپائے تھے وہ بھی میں نے برآمد کرلیے تھے اور میں تو اس وقت کو کوس رہی ہوں جب میں نے اس منصوبے پر عمل درآمد شروع کیا تھا' جتنی شرمندگی مجھے زہرہ خالہ اور فاروق کے سامنے اٹھانی پڑی وہ تو میں ہی جانتی ہوں اور جو جھاڑیں مجھے اپنے گھر والوں سے کھانی پڑیں اس کی تو بات ہی کیا' اور تم پھر بھی بڑی مظلوم بن رہی ہو۔"

اس کی دوستوں کی ہمدردیاں یک دم فرزانہ کے ساتھ ہو گئی تھیں اب ثنا شرمندہ سی بیٹھی تھی۔

"میں بتا رہی ہوں تمہیں کام چوروں کی لو میرج کبھی نہیں ہوتی کام چوری اور لو میرج دو متضاد چیزیں ہیں اور ویسے بھی تمہاری لو میرج ہو ہی نہیں سکتی کون سا حربہ استعمال نہیں کیا تم نے ہر رائٹر کا آئیڈیا استعمال کرلیا ہے مگر کوئی فائدہ ہوا تمہیں' نہ تمہارا کوئی کزن اس قابل ہے کہ اسے قربانی کا بکرا بنایا جاسکے لوگوں کے گھر جا جا کر تم بری طرح خوار ہوئیں محلے میں عزت کی وجہ سے وہاں کوئی رومانس کا امکان نہیں۔

تمہارے ابا نے دوسری شادی نہیں کی کہ وہیں سے کوئی اضافی رشتہ دار برآمد ہو جاتے' ٹیلی فون پر رومانس کا حشر تم نے دیکھ لیا' نالائق تم اتنی ہو کہ کہیں کوئی نوکری بھی تمہیں نہیں مل سکتی کہ وہیں رومانس کا کوئی چانس ہوتا اپنے کالج میں کو ایجوکیشن بھی نہیں کہ وہیں سے تمہیں کوئی سہارا مل جاتا اور تمہیں تو آج تک کسی لڑکے نے چھیڑا بھی نہیں کیسی قسمت دی ہے تمہیں اللہ نے اور جو آئیڈیا ہمیشہ کامیاب رہا ہے اسے تم نے اپنی ہڈ حرامی اور کام چوری سے گنوا دیا۔

پتا ہے فاروق نے میری صفائی دیکھ کر اپنی ماں میرے ساتھ شادی کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔"

فرزانہ کے آخری جملے پر ثنا نے بھاں بھاں کرکے شروع کر دیا۔

"بھائی تمہارے چھوٹے ہیں کہ انہیں کا کوئی بے چارہ دوست کام آجاتا تمہیں تو بھائیوں کا بھی کوئی فائدہ نہیں اور ہمارے بھائیوں کا تو تمہیں پہلے ہی پتا ہے اس لیے بہتر ہے کہ تم یہ لو میرج کا چکر چھوڑ دو اور ویسے بھی جس طرح کی تمہاری حرکتیں ہیں تمہاری تو ارینج میرج بھی ہو جائے تو تم اس پر بھی شکر ادا کرنا۔"

ثنا کی بھاں بھاں میں اور اضافہ ہو گیا تھا فرزانہ آج واقعی صاف گوئی کا مظاہرہ کرنے پر تلی ہوئی تھی۔

"ہاں صحیح کہہ رہی ہے فرزانہ تم یہ گھٹیا قسم کے شوق پالنے سے باز آجاؤ۔ اتنی کوشش کافی تھی اب کام نہیں بنا تو بس چھوڑو اسے اور کوئی ڈھنگ کے کام سیکھو اور یہ بھاں بھاں بند کرو اپنی یہ کوئی شالامار باغ نہیں ہے کہ تمہاری بھاں بھاں سن کر کوئی شہزادہ سلیم آجائے گا یہ کالج کا لان ہے یہاں اگر کوئی آیا بھی تو وہ پچپن سالہ مالی ہو گا جو ہمیشہ ہمیں اور خاص طور پر تمہیں یہاں سے اٹھانے آتا ہے کیونکہ تم جہاں بیٹھتی ہو وہاں کی گھاس چن چن کر توڑ دیتی ہو سمجھیں' بند کرو اب اپنا یہ منہ۔"

شازیہ نے اس بار اسے ڈانٹا تھا۔

*_*_*

بہت دن وہ اداس پھرتی رہی تھی کوئی کام نہیں کر سکتی تھی ورنہ شاید خود ہی دوبارہ کوئی کوشش کرتی کام چوری کے نقائص کا اسے پہلی بار احساس ہوا تھا لیکن صرف احساس ہی ہوا تھا اس نے عملی طور پر اپنی کام چوری ختم کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی سارا دن خیالی پلاؤ پکا پکا کر وہ خود کو مصروف رکھتی غیر مصروف رکھنے کے کچھ اور طریقے بھی وہ استعمال کیا کرتی تھی جن میں سب سے پسندیدہ بھائیوں کی پٹائی تھی۔

پھر انہیں دنوں اس کے لیے ایک رشتہ آیا تھا امی نے اس سے ذکر کیا تھا اور اس نے خاموشی سے ہامی بھرلی تھی جب لو میرج نہیں تو پھر ارینج میرج کہیں بھی ہو جائے اسے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اس کے والدین نے ہاں کر دی تھی کیونکہ رشتہ ہی اتنا اچھا تھا کہ انھوں نے غور و خوض میں بھی زیادہ وقت نہیں لیا اس کے بھائیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی اب وہ بڑے اطمینان اور سکون سے اس سے پٹتے تھے۔

"بس ذرا صبر کرو کہ مار کے دن تھوڑے ہیں۔"

عاصم ہر دفعہ پٹنے کے بعد گنگناتا پھرتا۔

ثنا کے سارے خواب بکھر چکے تھے گھر میں اس کی منگنی کی تیاری ہو رہی تھی اور اس نے لڑکے کے بارے میں جاننے میں کوئی دلچسپی ظاہر نہیں کی نہ ہی اسے اس کی تصویر دیکھنے کا اشتیاق ہوا تھا اسے بار بار اس لڑکے کا خیال آتا جو اسے فون کیا کرتا تھا اور جتنی بددعائیں اسے یاد تھیں وہ اسے دے چکی تھی اسے تو فون کی شکل سے بھی نفرت ہو گئی تھی۔

"کیا فائدہ ہوا فون لگوانے کا ایک وہ افسانہ نگار کی ہیروئن ہے ہمیشہ فون پر ہی رومانس کر کے لو میرج کرتی ہے اور ایک یہ ہمارا کم بخت فون ہے فائدہ کوئی ہوا نہیں ہاں بل آجاتا ہے کم بخت ہر مہینے۔"

وہ جل کر ایسے سوچتی جیسے فون کی ایجاد اسی مقصد کے لیے کی گئی تھی اور جیسے PTC نے پاکستان میں فون کی تنصیب کا کام اسی اعلیٰ وارفع مقصد کے لیے کیا تھا۔

"باجی آپ کا فون ہے۔" اس شام عاصم نے اسے پکار کر کہا تھا اس نے سوچا کہ کسی دوست کا فون ہو گا کیونکہ آج کل اس کی فرینڈز بار بار اسے فون کیا کرتی تھیں۔

"ہیلو کیا حال ہے آپ کا۔" وہ فون پر ابھرنے والی آواز کو سن کر ساکت ہو گئی تھی پہچاننے میں تاخیر نہیں ہوئی اس سے۔

"کیوں بھئی خاموش کیوں ہیں ایسے اچنبھے کا کام تو نہ کیا کریں۔" اس کی چہکتی ہوئی آواز پر اس کا خون ابلنے لگا تھا۔

"بیڑا غرق ہو تمہارا' ساری دنیا کی لعنت ہو تم پر' کہاں مر گئے تھے زمین نگل گئی تھی یا آسمان کھا گیا تھا تمہیں ذلیل کمینے۔"

"دل کو تسلی ہوئی کہ آپ وہی ہیں جنہیں ہم نے دل میں بسایا تھا کچھ اور کہنا ہو تو وہ بھی کہیے تاکہ کوئی حسرت نہ رہے آپ کے دل میں۔" دوسری طرف وہی اطمینان برقرار تھا۔

"سنو تم اب مجھے کبھی فون مت کرنا میری منگنی ہو رہی ہے اب تم سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے۔"

"واہ بھئی کیا بات ہے آپ نے تو کارنامہ کر دیا' مبارک ہو بھئی بہت بہت منگنی کی کوئی مٹھائی وٹھائی کھلائیں۔" ادھر صدمے کی کوئی کیفیت نہیں تھی ثنا کو مزید صدمہ ہوا۔

"تمہیں تو میں جوتے کھلاؤں گی اور وہ بھی درجنوں کے حساب سے ایک بار نظر تو آؤ تم۔"

"نظر بھی آئیں گے بھئی نظر بھی آئیں گے ایسی بھی کیا جلدی ہے مگر آپ کے پاس کوئی اچھی ڈش نہیں ہے کبھی آپ جوتے کھلاتی ہیں کبھی گولیاں کوئی change لائیں دنیا میں اور بھی اچھی چیزیں ہوتی ہیں کھانے پینے کے لیے اور مجھے تو ویسے بھی کوئی تجربہ نہیں ہے ان چیزوں کا۔" وہ اس کی بات پر کچھ حیران ہوئی تھی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا میں نے کب تمہیں گولیاں کھلانے کی بات کی۔"

"ارے یاد نہیں آپ کو' آپ نے کہا نہیں تھا کہ آپ مجھے گولی ماردیں گی کتے کو مارنے کے بجائے۔"

اس کے ہاتھ سے ٹیلیفون چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا اسے یاد آیا کہ اسے پہلی دفعہ اس کی آواز مانوس کیوں لگی تھی یکدم وہ بے حد گھبرا گئی تھی۔

"سچ سچ بھئی آواز کیوں بند ہو گئی کچھ کہیے جناب اپنی درخشاں روایات کے مطابق۔" بمشکل اس کے منہ سے آواز نکلی تھی۔

"یہ تم ہو۔"

"بالکل جناب یہ میں ہوں آپ کا خادم آپ کا غلام۔" وہ شوخ ہو رہا تھا۔

"تم نے میرا فون نمبر کیسے لیا۔"

"آپ خود ہی دے گئی تھیں یاد ہے آپ کو' آپ کا بیگ گرا تھا میرے پورچ میں تب اس میں سے آپ کا کالج ID کارڈ گر گیا تھا۔ اس وقت تو مجھے نظر نہیں آیا مگر آپ کے جانے کے بعد مجھے نظر آیا تھا لیکن مجھے یہ پتا نہیں تھا کہ ثنا آپ ہیں یا وہ دوسری لڑکی کیونکہ ID کارڈ پر تصویر نہیں تھی۔ خیر میں نے کارڈ پر لکھے ہوئے نمبر کو ٹرائی کرنے کی کوشش کی چند دن تو فون آپ کی امی اٹھاتی رہیں اور میں فون بند کر دیتا مگر ایک دن آپ نے فون اٹھا ہی لیا اور میں نے آپ کی آواز پہچان لی تھی اس معاملے میں میرا ٹریک ریکارڈ آپ سے بہتر ہے۔

آپ نے میری آواز نہیں پہچانی مگر مجھے رومانس کرنے کا شرف عطا فرما دیا جوں جوں آپ سے گفتگو کرتا رہا آپ کے عشق میں مزید گرفتار ہوتا گیا آپ کی بے وقوفی کا قیمتی ہوں میں مجھے لگتا تھا کہ دنیا میں ایک میں ہی اکیلا بے وقوف ہوں مگر آپ سے مل کر اور پھر بعد میں باتیں کر کے اور آپ کے بارے میں مزید جان کر معلوم ہوا کہ اس بھری دنیا میں میں تنہا نہیں ہوں اور بھی دنیا میں ہیں بے وقوف بہت اچھے۔

پھر آپ کو دیکھنے آپ کے کالج بھی جاتا رہا فون پر باتیں کرنے سے مجھے یہ اندازہ تو ہو گیا تھا کہ آپ لو میرج کے شوق میں گرفتار ہیں مگر آپ اس کے لیے کیا کیا حربے استعمال کر رہی ہیں اس کا اندازہ مجھے تب ہوا تھا جب آپ نے میرے دوست کے کمرے کی صفائی کرنے کی بجائے صفایا کرنے کی کوشش کی' حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے بھئی فاروق میرا دوست ہے پہلے مجھے پتا نہیں تھا کہ آپ نے اس کے گھر آنا جانا شروع کیا ہے میں تو ان دنوں اچانک امریکا چلا گیا تھا آپ کو بتانے کے لیے کئی بار فون کیا مگر آپ سے بات نہیں ہو پائی کیونکہ فون یا تو آپ کی امی اٹھاتی تھیں یا آپ کے ابا سو آپ کو بتائے بغیر ہی باہر جانا پڑا جب واپس آیا تو فاروق نے اپنی منگنی کا قصہ آپ کے سلیقہ کے ساتھ سنایا تھا۔

آپ کا نام سن کر میں چونکا تھا مگر ثنا تو اور بھی ہو سکتی تھیں حالانکہ دل پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ ثنا تو اور بھی ہو سکتی ہیں مگر بے وقوف ایک ہی ہے پھر جب اس نے اپنی منگیتر کی تصویر دکھائی تو میرا شک یقین میں بدل گیا تھا کیونکہ فرزانہ بھی انہیں لڑکیوں میں شامل تھی جو آپ کے ساتھ اس دن کتے اور انسانوں کی ریس میں شامل تھیں۔

میں نے سوچ لیا کہ اب معاملہ حد سے بڑھ گیا

ہے آپ کی لو میرج کا شوق پورا کرنا ہی پڑے گا ورنہ آپ زمانے پر پتا نہیں کیا کیا ستم توڑیں۔"

اس کی باتوں سے ثنا پر گھڑوں پانی پڑتا جا رہا تھا اور وہ بولتا جا رہا تھا۔

"تو پھر میں نے اپنی اماں اور بہن سے کہا کہ وہ اس ایڈریس پر رشتہ لے کر جائیں اس کے لیے کیا پاپڑ بیلنا پڑے وہ ایک الگ کہانی ہے جو آپ کو شادی کے بعد خود آپ کی ساس سنا دیں گی۔"

اب وہ سکتے کے عالم میں تھی۔

"مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں آپ کے والدین کوئی گڑبڑ نہ کر دیں مگر وہ تو آپ سے اس قدر تنگ بیٹھے تھے کہ انہوں نے ہاں کرنے میں ذرا دیر نہیں لگائی ہاں آپ کے بھائی نمبر ایک میں عظیم انسان بننے کی پوری صلاحیتیں موجود ہیں اس نے میری بہن کو ہاں کیے جانے پر آپ کے حالات زندگی اور اعمال زندگی بتانے کے ساتھ کہا تھا کہ "ابھی بھی وقت ہے سوچ لیں آپ اچھے لوگ ہیں پھر نہ کہیے گا کہ ہمیں لڑکی کے بارے میں کچھ بتایا نہیں۔"

مجھے فخر ہوا تھا آپ کے بھائی پر اور میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ میں آپ سے شادی کر کے اسے آپ کے ظلم و ستم سے ضرور نجات دلواؤں گا یہ اس عظیم انسان کے لیے میرا حقیر سا نذرانہ ہو گا۔

اب تو آپ کو پتا چل ہی گیا ہو گا کہ میں آپ کا ہونے والا منگیتر اور آپ کے بھائیوں کے لیے مسیحا ہوں اور آپ اپنے ہونے والے منگیتر کا نام تو جانتی ہی ہوں گی اپنا نام میں آپ کو بتا دیتا ہوں میرا نام سعدی ہے لیکن شیخ سعدی کے قبیلے سے میری کوئی نسبت نہیں ہے اور نہ ہی ہونے کا امکان ہے کیونکہ آپ سے شادی کے بعد تو دانائی والی کسی بات کی توقع کی ہی نہیں جا سکتی مجھ سے۔"

"بہت خبیث انسان ہو تم اور سیدھے دوزخ میں جاؤ گے۔" ایک لمبے وقفے کے بعد وہ بولی تھی مگر اب اسے غصہ نہیں آ رہا تھا بلکہ وہ شدید قسم کی شرمندگی کے احساس سے دوچار تھی۔

"خیر تم سے شادی اتنا بڑا گناہ بھی نہیں ہے کہ مجھے

اس کے لیے دوزخ میں جانا پڑے ویسے آپس کی بات ہے اعمال میرے جیسے ہیں ان کی بنیاد پر اللہ نے مجھے ویسے بھی وہیں بھیجنا تھا تمہاری طرح۔" وہ سیدھا آپ سے تم پر آگیا تھا۔

"صرف تم نہیں تمہارے دوست بھی بڑے کمینے ہیں کرسٹل کے دو پیس ٹوٹ گئے میگزینز سے چند تصویریں کاٹ لیں کچھ پودے خراب ہو گئے تو کیا ہوا ایسا کیا کیا تھا میں نے جس پر اس نے اتنا ہنگامہ برپا کر دیا کیا صفائی کرتے ہوئے نقصان نہیں ہو جاتا۔"

"ہاں واقعی اتنا تو نقصان ہو ہی جاتا ہے ویسے مجھے لگتا ہے کہ مجھے تمہاری صفائی کی انشورنس کروانی پڑے گی۔"

"تم خواہ مخواہ میرا مذاق اڑانے کی کوشش نہ کرو ہر بندے کو ہر کام نہیں آتا۔"

"مگر یہاں مسئلہ یہ ہے کہ تمہیں تو کوئی بھی کام نہیں آتا اور جو آتے ہیں وہ کرنے کے کام نہیں ہیں جیسے یہ لو میرج کا کام۔" ثنا کو اس کی بات پر بے حد شرم محسوس ہوئی تھی اس نے جھوٹ بولنا ضروری سمجھا۔

"خواہ مخواہ غلط فہمی ہے تمہیں، مجھے اس قسم کا کوئی گھٹیا شوق نہیں ہے۔"

"یار اب اتنا بھی جھوٹ نہ بولو، فرزانہ سے کافی تفصیلی گفتگو ہوئی میری تمہاری سرگرمیوں کے بارے میں اور تمہاری کوششوں کے بارے میں اور یہ جان کر تو صدمے سے مجھے ہارٹ اٹیک ہوتے ہوتے رہ گیا تھا کہ تم میرے گھر رومانس کرنے کے لیے آئی تھیں اور میری قسمت دیکھو کہ ایک کتے کی وجہ سے یہ نادر موقع میرے ہاتھ سے نکل گیا۔"

ثنا کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے فرزانہ نے اسے کسی بھی صفائی کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

"بھئی اگر تم چپ رہ کر شرمندہ ہو رہی ہو تو یہ کام نہ کرو، بہت مشکل کام ہے یہ، تم صرف وہی کام کیا کرو جو تم کر سکتی ہو، شام کو میری بہن تمہیں لینے آئیں گی منگنی کی انگوٹھی پسند کروانے کے لیے، تم ان کے ساتھ ضرور آنا۔"

"مجھے نہیں آنا میں اس قسم کی لڑکی نہیں ہوں۔" ثنا نے فوراً انکار کیا تھا۔

"اے بلند کردار، باحیا، عفت مآب مشرقی دوشیزہ مجھے واقعی یقین آگیا ہے کہ تم بہت ہی عظیم ہو اور جو کچھ میں نے تمہارے بارے میں سنا اور کہا ہے وہ واقعی غلط فہمیوں اور افواہوں پر مبنی ہے جو تمہارے حاسدین نے پھیلائی ہیں اس لیے کل شام کو آپ اپنے جلوہ کی تابانیوں سے اپنے اس حقیر غلام کو ضرور نوازیے گا۔ تاکہ اسے یقین آجائے کہ اس کی منگنی اسی خاتون سے طے ہو رہی ہے جس کی عظمت کی ایک دنیا معترف ہے۔"

اس بار وہ کھلکھلائی تھی۔

"میں سوچوں گی۔"

"آج تک کبھی یہ کام کیا ہے۔"

"نہیں مگر کل شام ضرور کروں گی۔"

"خدا حافظ اپنے عظیم بھائی کو میرا سلام پہنچا دینا۔" سعدی نے شرارت بھرے انداز میں کہہ کر فون بند کر دیا۔

"ہاں ضرور سلام ہی نہیں اور بھی بہت کچھ پہنچاؤں گی میں اس آستین کے سانپ کو۔" وہ بڑبڑائی تھی۔

بیڈ کے نیچے سے اس نے جوتے اور بیٹ نکال لیا تھا۔

"اور میری فرینڈز کہتی ہیں کہ میری قسمت میں لو میرج نہیں ہے۔" اس نے اپنی آستینیں چڑھاتے ہوئے کہا تھا۔

"اوئے عاصم اندر آ ذرا۔" اس نے وہیں سے چلا کر کہا تھا لاؤنج سے عاصم کے قدموں کی آواز کے ساتھ اس کی گنگناہٹ قریب آتی جا رہی تھی۔

"بس ذرا صبر کہ مار کے دن تھوڑے ہیں۔" وہ بیٹ تھام کر دروازہ کھولتی ہوئی مسکرائی تھی۔